

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

ترپن وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 30 مئی 2018ء بروز بدھ بھطابن 14 رمضان المبارک 1439 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	05
4	آئینی قرارداد نمبر 123 زیر آرٹیکل 144 مبنابر: میر سرافراز احمد گٹھی، رکن صوبائی اسمبلی۔	24
5	قرارداد نمبر 120 مبنابر: میر سرافراز احمد گٹھی، رکن صوبائی اسمبلی۔	28

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 ربیعی 2018ء بروز بده بھرطابق 14 رمضان المبارک 1439 ہجری، بوقت شام 05 بجھر 55 منٹ پر زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِيْنَ مِنْ دُوْنِنِيْ أَوْ لِيَاءَ طِ اِنَا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكُفَّارِينَ
نُزُلًا ﴿١﴾ فُلْ هَلْ نُبَيِّكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿٢﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيْهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿٣﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاِيْمَانِ رَبِّهِمْ
وَلِقَائِهِ فَحِبَطْتُ أَعْمَالَهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَرَبُّنَا ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۲۱ سورۃ الكھف آیات نمبر ۱۰۵ اور ۱۰۶﴾

ترجمہ: اب کیا سمجھتے ہیں منکر کہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی مہمانی۔ تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت۔ وہ لوگ جن کی کوشش بھیکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام۔ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اسکے ملنے سے سوبر باد گیا انکا کیا ہوا پھر نہ کھڑی کریں گے ہم اُنکے واسطے قیامت کے دن توں۔ صَدَقَ اللَّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ وفقہ سوالات۔ جناب خلیل الرحمن دمڑ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 372 دریافت فرمائیں۔ خلیل دمڑ صاحب چونکہ یہاں نہیں ہیں تو انکا سوال نمبر 372 کو منٹا دیا جاتا ہے۔ وفقہ سوالات ختم۔ رخصت کی درخواستیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ چونکہ آج کوئی بھی درخواست موصول نہیں ہوئی۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا عبدالواسع: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ گزارش کرتا ہوں آپ سے اور آپ کے توسط سے پورے ہاؤس سے کہ کارروائی میں قراردادوں سے پہلے جو میرا یہ پرائیویٹ بل ہے مولانا محمد خان شیرانی صاحب اسلامک بین الاقوامی یونیورسٹی کی، تو اگر آج مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ یہ پاس ہو جائے۔ اور پورا ہاؤس اور تمام پارٹیوں سے ہم نے رابطہ کیا ہے اور سب اس پر انشاء اللہ متفق ہیں، وقت بھی زیادہ نہیں لوں گا پھر اس کے بعد مزید کارروائی جاری رکھیں۔

میڈم اسپیکر: مولانا صاحب پیش کرنا تو بعد کی بات ہے پہلے تو اس کو اپنے میں شامل کرنا پڑے گا اس کے لیے آپ کریں، جی۔

مولانا عبدالواسع: نہیں اپنے میں شامل تو ہے لیکن قراردادوں سے پہلے اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔ میں سی ایم صاحب سے اور باقی دوستوں سے بھی ریکووٹ کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے شامل کیا ہوا ہے۔ جی سی ایم صاحب۔

قاائدیوں: میڈم سرکاری کارروائی پہلے کر دیں قرارداد بعد ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے جتنے بھی قانونی کارروائی ہیں ان کو پہلے کر دیں۔ اور باقی قراردادوں پر بحث بھی ہوگی، بہت time لگے گا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: گزارش یہ ہے کہ جو روائز کے مطابق جو قرارداد نمبر پر ہے میرے خیال سے اس کو پہلے لایا جائے روندہ یہی کہہ رہے ہیں کہ جو اپنے میں ہے آپکی قرارداد نمبر 120 ہے اس پر بحث کی جائے۔

میڈم اسپیکر: میں ایوان کی رائے لے لیتی ہوں کہ وہ پہلے کرنا چاہتے ہیں یا بعد میں؟ جی بل ہے سرکاری، پرائیویٹ، اگر یہ کارروائی ہو جائے تو میرے خیال میں اچھی legislation ہو جائیگی۔ تو میں آپ سے رائے لے لیتی ہوں کہ جو

مولانا صاحب نے ریکووٹ کی ہے ایوان سے اس قراردادوں سے پہلے ان کا بل پیش کیا جائے۔ اور جیسے سی ایم صاحب نے کہا کہ جو بل ہیں، وہ پہلے پیش کئے جائیں تو آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ جو لوگ اس کے حق میں ہیں کہ پہلے پیش کیا جائے وہ پلیز اپنے ہاتھ کھڑا کریں۔ جی سیکرٹری صاحب count کریں۔ ٹھیک ہے کتنے ہوئے؟ طاہر صاحب! صحیح طرح count کریں۔ جی اور جو اسکے حق میں نہیں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ ٹھیک ہے۔ جی ایوان کی چونکہ majority نے اسکے

حق میں فیصلہ کیا ہے مولانا صاحب کے بل کے حوالے سے، تو اسکو پہلے پیش کیا جاتا ہے اجنبیز سے ہٹ کے، جی تقریباً مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بولوں گی پھر آپ پیش کریں گے، آپ تشریف رکھیں میں آپ سے کہوں گی پھر آپ پیش کریں گے، تشریف رکھیں۔ جی نہیں ایک منٹ پلیز۔

میڈم اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹکنالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون (مصدرہ 2016ء مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2016ء) کا پیش کیا جانا۔ مولانا عبدالواسع صاحب، رکن اسمبلی، مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹکنالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2016ء) پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع: میں مولانا عبدالواسع، رکن اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2016ء) کو بلوجستان صوبائی اسمبلی قواعد و انضباط کا مردی 1974ء قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے۔

میڈم اسپیکر: مولانا صاحب! میرے خیال سے آگے پڑھ لیا ہے آپ نے۔ ابھی پیش کرنا ہے، جی زیارت وال صاحب، نہیں اس اجنبیز میں شامل ہے page 2- پر دیکھیں سیکرٹری صاحب! یہ revise ہوئے ہیں ناں، دو ہوئے ہیں۔ طاہر صاحب! ذرا مولانا صاحب کو guide کریں۔ مولانا صاحب! میں آپ سے کہتی ہوں پھر آپ پیش کریں گے۔ جی میں دوبارہ بولوں گی کیونکہ آپ وہ fast forward چلے گئے، جی زیارت وال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (قائد حزب اختلاف): آپ کی وہ درست ہے لیکن یہ مسودہ بھی ہمارے پاس آنا چاہیے اور پڑھنا چاہیے۔ ابھی آپ اُنکی تقاضوں سے مبرا کر رہی ہیں۔ لیکن پتہ نہیں ہے کہ اس میں ہے کیا بنیادی طور پر؟

میڈم اسپیکر: جی تو وہ ہم ایوان کے سامنے پیش کریں گے amendment کے ساتھ پیش کیا ہے، یہ کل ہی پاس ہوا ہے کیونٹ میں۔ جی، وہ تو بعد کی بات ہے پہلے پیش تو کرنے دیں زیارت وال صاحب! اُس پر پھر آپ کھڑے ہو کر بات کیجیے گا۔ جی مولانا عبدالواسع، رکن اسمبلی، مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2016ء) پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع: میں عبدالواسع رکن اسمبلی، مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2016ء) پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون

مصدرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصادرہ 2016ء) پیش ہوا۔ جی مولانا عبدالواسع، رکن اسمبلی، مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و تکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصادرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصادرہ 2016ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع: میں عبدالواسع رکن اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و تکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصادرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصادرہ 2016ء) کو بلوجستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کارجیریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

میڈم اپسیکر: جی زیارت وال صاحب! یہاں آپ اپنا point raise کرنا چاہتے ہیں تو، جی۔

قائد حزب اختلاف: بنیادی طور پر اسوقت مجھے یہ تو table پر ملا ہے، یہ ہم نے پڑھا نہیں ہے۔ اب اسکو مستثنیٰ قرار دیا جائے تو پھر اسکو پاس کرنے کے لیے کمیٹی کے پاس بھجوایا جائے۔ پھر تو یہ پاس ہی نہیں ہوگی۔ اور ہمارے پاس ایک دن رہ گیا ہے لیکن یہ پتہ نہیں ہے کہ اسیں انہوں نے کس طریقے سے اُس کو رکھا ہے؟

میڈم اپسیکر: ٹھیک ہے آپکا point آگیا میں ایوان سے پوچھ لیتی ہوں کیونکہ ہمارے پاس یہ last time نہیں کہ صحیح ہے کہ نہیں ہے۔ تو میں ایوان کے سامنے رکھتی ہوں۔ کیونکہ استینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجنے کا time نہیں ہے ہمارے پاس۔ آپکا record آگیا تحریک پیش ہوئی، آیا مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و تکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصادرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصادرہ 2016ء) کو بلوجستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کارجیریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و تکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصادرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصادرہ 2016ء) کو بلوجستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کارجیریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالواسع، رکن اسمبلی، مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و تکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصادرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصادرہ 2016ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع: میں رکن اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و تکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصادرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصادرہ 2016ء) کو فی الفور غور لا جائے۔

میڈم اپسیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و تکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصادرہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصادرہ 2016ء) کو فی الفور غور لا جائے؟ تحریک منظور ہوئی مولانا محمد خان شیرانی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و تکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصادرہ 2016ء

(مسودہ قانون نمبر 3 مصروفہ 2016ء) کو فوراً یغور لا جاتا ہے۔

مولانا عبدالواسع، رکن اسمبلی، مولانا محمد خان شیرانی میں الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصروفہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصروفہ 2016ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع: رکن اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ مولانا محمد خان شیرانی میں الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصروفہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصروفہ 2016ء) کو منظور کیا جائے۔

میڈم اپسیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مولانا محمد خان شیرانی میں الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصروفہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصروفہ 2016ء) کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔

مولانا محمد خان شیرانی میں الاقوامی اسلامی یونیورسٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کوئٹہ کا مسودہ قانون مصروفہ 2016ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصروفہ 2016ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔

مولانا عبدالواسع: میڈم اپسیکر!

میڈم اپسیکر: جی مولانا صاحب۔

مولانا عبدالواسع: میڈم اپسیکر! اب بلوچستان کی تاریخ میں جو اسمبلی وجود میں آئی ہے، یہ پہلا پرائیوٹ بل ہے جو پورے ہاؤس نے اتفاق رائے سے منظور کیا ہے۔ اور وہ بل بھی ایک تعلیمی ادارے سے جو کہ ہم بلوچستان کے اندر جو تعلیم کا فقدان ہے اور اس تعلیم کو بڑھانے کیلئے ایک پرائیوٹ یونیورسٹی بنانے کیلئے یہ بل منظور ہو گیا۔ میرے خیال میں ایک تاریخی دن ہے۔ اور اس وقت اس موقع پر میں تمام اراکین اسمبلی اور تمام سیاسی جماعتوں، اُسمیں ہمارے جتنے بھی اراکین اور سیاسی جماعتیں ادھر تشریف فرمائیں، میں بے حد انکام مشکور ہوں اور اُسمیں تمام سیاسی جماعتوں کا role بھی رہا ہے۔ اور اس وقت وزیر تعلیم رحیم زیارت وال صاحب تھے، اُس وقت بھی اس پر کافی کام ہوا تھا۔ اور اسکے بعد اب عبدالقدوس بزنجو صاحب ہمارے چیف منسٹر کا دور حکومت آئی، تو اسکی حکومت میں اور تمام ڈپارٹمنٹ نے پایہ تک پہنچانے کیلئے آج اسمبلی کے فلور پر پہنچنے کیلئے، انہوں نے جو کام کر دیا۔ تو میں سابقہ حکومت، تمام سیاسی جماعتوں کا، تمام اراکین اسمبلی، چیف منسٹر بلوچستان اور اپوزیشن لیڈر کا مشکور ہوں اور بے حد شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس قانون کو پاس کرنے میں میرے ساتھ دے دیا۔ اللہ تعالیٰ انکو جزاۓ خیر دے دے اور یہ جمہوریت کا حسن ہوتا ہے شکر یہ میڈم اپسیکر صاحبہ۔

میڈم اپسیکر: thank you. بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصروفہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصروفہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔

چیئرمین مجلس قائمہ برائے تعلیم، خواندگی وغیرہ تعلیم، اعلیٰ کوائی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سی ڈی ڈیلویوے، سائنس

شکنا لو جی انفار میشن شکنا لو جی! بلوچستان اسمنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

محترمہ شاہدہ رووف: میں شاہدہ رووف of on the behalf of چیئر پرس مجلس قائدہ برائے تعلیم، خواندگی وغیرہ رسمی تعلیم، اعلیٰ کو اٹھ ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سی ڈی ڈبلیوے، سائنس شکنا لو جی انفار میشن شکنا لو جی، تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان اسمنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 مئی 2018ء تک توسعے کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان اسمنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 مئی 2018ء تک توسعے کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان اسمنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 مئی 2018ء تک توسعے کی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئر پرس مجلس قائدہ برائے تعلیم، خواندگی وغیرہ رسمی تعلیم، اعلیٰ کو اٹھ ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سی ڈی ڈبلیوے، سائنس شکنا لو جی انفار میشن شکنا لو جی! بلوچستان اسمنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ شاہدہ رووف: میں شاہدہ رووف، on the behalf of چیئر پرس مجلس قائدہ برائے تعلیم، خواندگی وغیرہ اور رسمی تعلیم، اعلیٰ کو اٹھ ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سی ڈی ڈبلیوے، سائنس شکنا لو جی انفار میشن شکنا لو جی۔ بلوچستان اسمنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر تعلیم! بلوچستان اسمنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون۔۔۔۔۔ (مداخلت) جی۔

آغا سید لیاقت علی: یہ جو بلوچستان اسمنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون ہے۔ یہ یہاں table ہوا ہے۔ لیکن اگر آپ rule 85(2) پر یہ تین دن تک یہ جب table ہوتا ہے۔ تو یہ ہمیں تین دن پہلے مانا چاہیے تاکہ ہم اس کی study کریں اور اسکے بعد یہ منظوری کیلئے پیش ہونا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: یہ کہنٹ سے کل منظور ہوا ہے۔ ابھی ہمارے سامنے آیا ہے۔

آغا سید لیاقت علی: آپ over rule کر رہی ہیں (2) 85 اگر آپ پڑھ لیں تو 85 میں یہ clear cut ہے کہ rule within three days یہ ہمیں اسکی study کرنے کیلئے یہ جتنے بھی Bills آپ آج table کر رہی ہیں یہ rule (2) 85 کے تحت یہ ہمیں تین دن تک اسکو study کرنا چاہیے۔ اور آپ آج اسکو پیش کرتی ہیں اور آج ہی اسکو pass کر رہی ہے اور ایک XXX کر کے اس کو پڑھ رہی ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ذرا اگر اس ہاؤس کو rule (2) 85 جو ہے وہ پڑھ کر سنادیں۔

میڈم اسپیکر: جی آپ خود ہی پڑھ لیں۔ لیکن میں آپ کو یہ بتاؤں کہ ایوان کی جو ہمارے پاس اچنڈا آتا ہے اسمبلی کے پاس۔ جو ہمیں گورنمنٹ دیتی ہے۔ چاہے وہ ایک دن ہو، دو دن ہو۔ ہم اُسے table کر دیتے ہیں۔ جی۔ ایوان کی اجازت سے۔

آغا سید لیاقت علی: نہیں آپ rule پڑھیں۔
میڈم اسپیکر: جی۔

آغا سید لیاقت علی: میں ایک دن اور دو دن اور تین دن نہیں ہے۔ آپ ذرا rules پڑھیں۔ اگر آپ زبردستی کرنا چاہتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں، خدا نخواستہ کوئی زبردستی نہیں کر رہے۔

آغا سید لیاقت علی: تو یہ آپ غلط کر رہے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ یہ روڑ کو آپ quote کریں۔ اور روڑ کو آپ کہتے ہیں کہ یہ میں نے پڑھ لیا۔ XXXXXXXX آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔

میڈم اسپیکر: آغالیات صاحب! آپ کا پائٹ آگیا۔۔۔ (مدخلت) نہیں میں insist نہیں کر رہی ہوں۔ ایوان کی اجازت کے ساتھ ہم نے کیا ہے۔۔۔ (مدخلت۔ شور) آغالیات صاحب! آپ نے جو point-out کیا ہے۔۔۔ (مدخلت۔ شور)

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر داخلوں و قابلی امور): میڈم اسپیکر! ایک personal explanation, please.

-point of personal explanation.

میڈم اسپیکر: جی۔۔۔ (مدخلت۔ شور) جی زیارت وال صاحب۔

قائد حزب اختلاف: خالد صاحب نہ اسکی باری آئی ہے اور غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیئے ہیں میں اس کی اس ہاؤس میں شدید مذمت کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جائیں۔

قايد حزب اختلاف: سب کے حذف کراؤں۔ لیکن یہ بات نہیں آئی ہے سرفراز بھائی! دیکھیں جو چیزیں ہیں،

جس طریقے سے ہاؤس جارہا ہے۔ خالد صاحب کو جلدی ہے، یہ نام قلات میں جہاں رکھنا چاہیں no objection۔

☆ بحکم میڈم اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXXXXXXX کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

وزیر ملکہ داخلہ و قبائلی امور: آپ صحیح بات کر رہے ہیں آپ سے بات کی جاسکتی ہے۔

قايد حزب اختلاف: آپ مجھے دو منٹ سُن لیں۔

اُس کی کتاب ہے 1802ء Al-Kischen, The Kingdom of Kabul 1803ء اور 1804ء۔

The First Ambassador from India to Afghanistan۔ اُس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ

بسی، افغانستان کا سب سے گرم ترین علاقہ ہے۔ میں افغان ہوں۔ آپ مجھے مالک کی حیثیت سے۔ سن لیں، میں افغان ہوں۔ سن لویار! سننے کی باتیں ہیں۔۔۔ (داخلت۔شور)

وزیر ملکہ داخلہ و قبائلی امور: آپ جو بات کر رہے ہیں سنجیدگی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ہم سنجیدگی سے اُس کا جواب دیں گے۔ باقی جو تیج میں لوگ بول رہے ہیں۔ آپ مہربانی کریں۔۔۔ (داخلت۔شور)

میڈم اسپیکر: آپ لوگ پلیز اپنی نشتوں پر تشریف رکھیں۔ آپ لوگ پلیز حوصلے سے کام لیں۔ جو ابھی تک نہیں آئی آپ اُس پر discussion کریں، پلیز۔ آپ لوگ اپنی نشتوں پر تشریف رکھیں۔۔۔ (داخلت۔شور۔ مائیک بند) پلیز آپ لوگ ممبر اسمبلی کی طرح behave کریں، پلیز جی زیارت وال صاحب۔

قايد حزب اختلاف: 1886ء میں، گیلو صاحب! آپ ہمیں سُن لیں آپ history کو اس طریقے سے مسخ تو نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔ (داخلت۔شور)

میڈم اسپیکر: گیلو صاحب! یہاں دو تین ممبر زکار ویہ بہت، بہت غلط ہے۔ جس انداز میں وہ یہاں گفتگو کرتے ہیں۔

جس طرح وہ چیز کو address کرتے ہیں۔ جس طرح وہ یہاں کا ماحول خراب کرتے ہیں وہ مناسب نہیں ہیں۔۔۔ (داخلت۔شور)۔ آپ دوسرے کو بات نہیں کرنے دے رہے ہیں میں ابھی، آغالی قات صاحب نے point اٹھایا۔

میں ابھی۔۔۔ (داخلت۔شور) آغالی قات صاحب! آپ کو میں نے مائیک نہیں دیا آپ تشریف رکھیں (داخلت۔شور)

آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو میں نے مائیک نہیں دیا ہے، بند کریں ان کا مائیک، حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔۔ (داخلت۔شور۔ مائیک بند) اس وقت اس موضوع پر بات نہیں ہو رہی ہے اور نہ یہاں آپ تقریر کر سکتے ہیں۔۔۔ (داخلت۔شور۔ مائیک بند) یہ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں آپ؟۔۔۔ (داخلت۔شور۔ مائیک بند) میں اس وقت،

آغالی قات صاحب نے جو point اٹھایا ہے میں اُس کا جواب دینا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ (2) 85 کے تحت کم از کم

تین دن ہوتا ہے۔ ہم اسکی ابھی ایوان سے اجازت ہی لے رہے ہیں۔ اگر اسکو الگی سیکشن میں دیکھ لیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) آغا صاحب! پلیز آپ پہلے دوسرے کو موقع دیں کہ وہ آپ کو جواب دے، پلیز آپ تشریف رکھیں۔ میں رونز پڑھ کر سُنّاتی ہوں اُسمیں یہ ہے کہ قاعدہ نمبر 85 کے تحت مقررہ دن۔۔۔ (مداخلت) میں پلیز اسکا جواب دے دوں پھر زیارت وال صاحب! آپ کو موقع دیتی ہوں۔ پہلے بعد میں ایسے دن جس پر یہ معاملہ ملتovi کیا گیا ہو متعلقہ اپنی مسودہ قانون سے متعلق مندرجہ ذیل تحریکوں میں سے کوئی ایک تحریک پیش کر سکتا ہے۔ وہ تحریک پیش کر رہے تھے۔ وہ آپ نے جو rule quote کیا وہ پہلا والا تھا، یہ دوسرا والا ہم، وہ تحریک پیش کر رہے ہیں۔ کہ اسے اسمبلی کے روبرو فی الفور زیر غور لا جائے؟ یہ ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں میں آپ کو بتا رہی ہوں یہ روپڑھ کے۔ آپ نے جو پڑھا۔ میں اُس کا آپ کو جواب دے رہی ہوں اُس کے تحت ہم نے تحریک جو انکا حق ہے وہ تحریک پیش کر سکتے ہیں۔ جب آپ لوگ بھی تھے آپ لوگ بھی اسی طرح کی تحریکیں پیش کرتے تھے۔ اُس میں ہم ایوان پر فصلہ چھوڑتے تھے کہ وہ اس کی اجازت دیں۔ اگر آپ نہیں دیں گے تو وہ سامنے نہیں آئے گا۔ میں اُس روپ کا جواب آپ کو بتا رہی ہوں جو آپ نے point اٹھایا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ پڑھ کے بتا دیں۔

محترمہ یا سمیں بی بی لہڑی: میڈم اسپیکر! صرف دو منٹ۔

میڈم اسپیکر: جی یا سمیں لہڑی صاحبہ۔

محترمہ یا سمیں بی بی لہڑی: میڈم اسپیکر! صرف دو منٹ۔ یہاں میں سمجھتی ہوں کہ مطلب بلوچ یا پشتون ہم سارے بھائی بھائی ہیں جو تفرقہ پیدا کرنے والی باتیں ہیں انکو بالکل condemn کرتے ہیں۔ اس کا ایک simple حل ہے میڈم اسپیکر۔۔۔ (مداخلت۔شور) زیارت وال صاحب! آپ میری بات سنیں نا۔

میڈم اسپیکر: بات تو سُنیں کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔

محترمہ یا سمیں بی بی لہڑی: ایک میں simple حل دوں گی میڈم اسپیکر!۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈم اسپیکر: آپ ان کا مائیک بند کر دیں بابت کامائیک بند کر دیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) ہر ممبر کو بات کرنے کی اجازت ہے۔ آپ اس طرح نہیں کریں، آپ اسمبلی کا ماحول خراب نہیں کر سکتے ہیں انکو بات کرنے کا حق ہے۔ جی floor is with her.

محترمہ یا سمیں بی بی لہڑی: میڈم اسپیکر! چیخ چلا کر بات کرتے ہیں اسمبلی کے اندر اسکو میں condemn کرتی ہوں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب آپ ایک ممبر کو توبات کرنے دیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) اُس پر بات نہیں ہو رہی

ہے اس وقت۔ کیوں چھوڑ دیں؟ اس اسمبلی کی وہ بھی معزز ممبر ہیں وہ بات کر رہی ہیں۔ نہیں فلور میں نے ان کو دیا ہے کہ آپ دومنٹ ٹھہر جائیں میں آپ کو دیتی ہوں وہ کیا کہنا چاہ رہی ہیں۔ جی یا سمین صاحب۔
محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: میں یہ کہنا چاہتی ہوں، جی۔

وزیر داخلہ و قائمی امور: زیارت وال صاحب، بہت سنجیدہ بات کر رہے ہیں۔ انکا سنجیدگی کے ساتھ جواب دیں گے اس طرح باقی کوئی دوست بات کرنا چاہتا ہے ہمارے پاس ٹائم ہے، ہم باری باری بات کر لیتے ہیں اس کو سبزی منڈی اور مچھلی منڈی کیوں بنائیں؟ آپ بات کر لیں، بابت لا لا کو بھی اُتنا ہی حق ہے بولنے کا جتنا مجھے ہے ایک دوسرے پر ہم cross-talk نہیں کریں گے۔ یہ commitment ابھی میں ان سے لیکر کے آیا ہوں بابت لا لا آپ کا اپوزیشن لیڈر یہ commitment دے چکا ہے کہ آپ cross-talk نہیں کریں گے۔ آپ بولیں اور اسکے بعد یا سمین بی بی بھی بولے گی اٹھارہ سو کیا اُبیس سو میں بھی آپ کا تھا سب آپ کا تھا جو آپ کا حق ہے ابھی بھی آپ کا ہے آپ بولیں ہمیں جواب دینے کا حق ہے ہم جواب دیں گے اُس کا دلیل کے ساتھ بات کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ابھی تو matter آیا نہیں ہے۔

وزیر داخلہ و قائمی امور: جی matter مجب آئے گا، قانون کے مطابق اُس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر آپ بحث کرنا چاہتے ہیں، ہم بحث کے لئے بھی تیار ہیں زیارت وال صاحب آپ اپنے ممبرز کو سمجھائیں ہم اپنے ممبرز کو سمجھائیں گے۔
محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: شکریہ میڈم! دومنٹ کی بات ہے یہ برداشت نہیں کرتے ہیں ایک خاتون کو بات کرتے ہوئے نہیں چھوڑتے۔ زیارت وال صاحب! دومنٹ آپ مجھے سن تو لیں نا میں آپ کا مسئلہ آسان کر دوں گی آپ یقین کریں۔

قاائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! بات یہ کہی ہے کہ خالد صاحب کو، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیں۔ اُس کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے۔

میڈم اسپیکر: تو اُسی وقت کر دیا ہے۔

قاائد حزب اختلاف: میں نے تو یہ کہہ دیا نا، اب اُسکے بعد میں نے کہا کہ مسئلہ کیا ہے اگر اس پر بولنا ہے یہ اجازت دیں گے تو میں بولوں گا نہیں تو اب اس طریقے سے یہ تو نہیں ہے کہ ہم مسلط کریں گے۔

وزیر داخلہ و قائمی امور: بالکل ٹھیک ہے۔

قاائد حزب اختلاف: اگر یہ مسلط کرنے کی بات ہے، ہم، میں، سرفراز بھائی میر اعلان سُن لیں۔ اگر اس طریقے سے آپ مسلط کا، میر اوٹلن افغانستان کا حصہ تھا آج پاکستان میں ہے ہم اپنا صوبہ چاہتے ہیں، اس صوبے کے ساتھ جس میں

ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

یاسمین بی بی اہڑی: اپنے صاحب! میں اس کو endorse کرتی ہوں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میدم اپسیکر: آپ سب اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جب اُس پر آئے گا زیارت وال صاحب آپ بولیے گا۔۔۔ (مداخلت۔شور)

قاائد حزب اختلاف: اور اپنی سرزین کے مالک کی حیثیت سے اس فلور پر جو بھی بات کریں گے۔۔۔ (مداخلت۔شور) میں کروں گا۔

میدم اپسیکر: جب وہ آئے گا آپ کریں۔

قاائد حزب اختلاف: میں اس صوبے میں کیا کروں گا۔ وزیر اعلیٰ آپ کا ہوگا، گورنر آپ کا ہوگا، اسمبلی آپ کی ہوگی، اکثریت آپ کا ہوگا، مردم شماری آپ نہیں چھوڑتے۔

میدم اپسیکر: زیارت وال صاحب! بھی وہ matter نہیں آیا بھی۔

قاائد حزب اختلاف: سن 1970ء تک، نیشنل پارٹی تھی، فلات نیشنل پارٹی اور کونسل نیشنل پارٹی، ہم سارے اُس کے ممبر تھے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میدم اپسیکر: یاسمین صاحب آپ تشریف رکھیں۔

قاائد حزب اختلاف: ہم صوبہ نہیں تھے، سن 70ء میں یہ صوبہ بنایا ہے۔

میدم اپسیکر: جب وہ matter آئے گا زیارت وال صاحب آپ پوری تقریر کیجئے گا۔۔۔ (مداخلت۔شور)

قاائد حزب اختلاف: اب ہماری جو حالت ہے، ہمیں پچھے دھکیلا جا رہا ہے۔ ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے حقوق کو ختم کیا جا رہا ہے۔ ہماری شناخت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اور ہم سب اُس پر اس طریقے سے خاموش نہیں رہ سکتے۔ سب کی شخصیت۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میدم اپسیکر: آپ اس پر بات کریں۔ آپ کیوں بغیر اجازت کے کر رہے ہیں۔ زیارت وال صاحب! اب وہ matter نہیں آیا ہے بھی تک۔

قاائد حزب اختلاف: میں اس کا قائل نہیں ہوں لیکن جب اس طریقے سے بات کرتے ہیں۔ غیر سنجیدگی سے بات کرتے ہیں۔

میدم اپسیکر: ٹھیک ہے جب وہ matter آئے گا آپ بولیے گا۔ جب وہ matter آئے گا میں سب کو اجازت دوں گی اُس پر بات کر لیں۔

یا سمین بی بی لہڑی: میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: No، وزیر تعلیم بلوجر چلتان اسممنٹ اینڈ ایگزیکیوٹیوٹیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب طاہر محمود خان (وزیر تعلیم): میں وزیر تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوجر چلتان اسممنٹ اینڈ ایگزیکیوٹیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء)۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند)

میڈم اسپیکر: میں بتا چکی ہوں آپ نے سُننا نہیں ہے میں نے رول بھی پڑھ کے آپ کو بتا دی ہے رول 85 آپ پڑھ لیں جی۔ میں نے دے دیا ہے رول 85 میں دے چکی ہوں آپ پڑھ لیں، میں نے نصر اللہ زیرے صاحب! 85 رول پڑھ کے بتا دیا ہے آپ کوون سی زبان سمجھ آتی ہے رول 85 پڑھ کے میں نے بتا دیا ہے۔ آپ اپنا یہ رول پڑھیں اور اس کو پڑھیں یہ کتاب آپ کو پہلے دن دی جاتی ہے آپ اسے پڑھیں آپ پلیز بغیر اجازت کے، آپ تشریف رکھیں پلیز۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند) آپ پلیز یہ رول پڑھیں آپ رول پڑھیں آپ اپنا اینڈ بنا کے آئے ہیں اگر آپ نے لڑنا ہے تو میں آپ کو اجازت نہیں دوں گی اس طریقے سے بات کرنے کی۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند) یہ رول پڑھیں آپ رول 85 پڑھیں آپ پلیز۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند) آپ پلیز رول 85 پڑھیں آپ کو میں اجازت نہیں دوں گی آپ انکی ساری تقریر حذف کر دیں یہ کس قسم کی حرکت آپ کر رہے ہیں؟ آپ، میں نے آپ کو رول پڑھ کے بتایا ہے آپ پلیز اگر نہیں سننا چاہتے ہیں آپ نہ سینیں پلیز انکا مائیک بند کر دیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند) جی وزیر تعلیم۔ جی زیارت وال صاحب جی۔

قاائد حزب اختلاف: یہاں یہ ملا ہے ٹیبل پر۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں، amendment والا ہے۔

قاائد حزب اختلاف: آج آپ سے جو شکوہ شکایت ہے۔

میڈم اسپیکر: جی۔ amendment کے ساتھ آپ کر سکتے ہیں۔

قاائد حزب اختلاف: آپ سُن لیں ناں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔

قاائد حزب اختلاف: 144، اس کے تحت قرارداد لے آئیں، ٹھیک ہے ناں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں، تو تحریک لائیں ناں۔

قاائد حزب اختلاف: سُن لیں ناں۔

میڈم اپسکر: جی۔

قاکد حزب اختلاف: دیکھیں! یہ آئین جیسی بات، سنجیدہ بات جب آجائی ہے۔

میڈم اپسکر: جی ہاں۔

قاکد حزب اختلاف: آئین جیسے جب دستاویز کی بات آجائی ہے۔

میڈم اپسکر: جی ہاں بالکل۔

قاکد حزب اختلاف: تو کم از کم ہمارے پاس ہونا چاہیے اُس پر ہم بات کرتے ہیں اُس کو ہم پڑھتے اور اُس پر ہم سوچتے کہ یہ ہے کیا؟ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟

میڈم اپسکر: زیارت وال صاحب! یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے؟ اسمبلی میں آپ مجھے بتائیں کہ کیا روں ہمیں اجازت نہیں دیتی ہے میں نے آپ کو روں پڑھ کے بتایا ہے کہ یہ، ہم آپ سے اجازت مانگ رہے ہیں ابھی۔ ابھی تک تو تحریک پیش ہی نہیں ہوئی ہے۔ میں نے روں 85 آپ کو پڑھ کے بتایا ہے۔

قاکد حزب اختلاف: میڈم! آپ سُن لیں؟

میڈم اپسکر: جی۔

قاکد حزب اختلاف: آج ابھی اکثریت سے۔

میڈم اپسکر: جی۔

قاکد حزب اختلاف: آپ یہ بات، اسمبلی سے اجازت لے سکتی ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں ہے آپ لے لیں۔

میڈم اپسکر: جی۔

قاکد حزب اختلاف: لیکن بات یہ ہے میں اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے۔۔۔

میڈم اپسکر: جی۔

قاکد حزب اختلاف: یا ایک اسمبلی ممبر کی حیثیت سے مجھے ان چیزوں کو دیکھنا ہوتا ہے سنجیدگی سے اس پر سوچنا ہوتا ہے اور اس پر اپنی حکمت عملی، ٹھیک چیزوں کی میں حمایت کر دوں گا غلط چیزوں کی میں مخالفت کر دوں گا تو یہ تمام چیزیں ایسی ہیں۔

میڈم اپسکر: تو ہم تو آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں ناں، تو کیا کریں اب جب گورنمنٹ ہے وہ یہ ایجادیتی ہے آپ کس فتح کی بات کر رہے ہیں اتنے سینئر پارلیمنٹریں ہیں آپ؟

قاکد حزب اختلاف: میڈم اپسکر آئین کے آریکل 144۔۔۔

میڈم اپسکر: آئین کو بھی دیکھیں اور روز کو بھی دیکھ لیں ہم بھی آپ کو روں پڑھ کے بتا رہے ہیں ہم بھی ایسے جاہل

نہیں ہیں۔

قاکد حزب اختلاف: آپ قرارداد لائے ہیں اور اس قرارداد کو بیہاں ڈیبیٹ کرنا چاہتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: پلیز آپ لوگ نائم ضائع کر رہے ہیں میرے خیال میں ساڑھے چھ ہو گئے ہیں۔ جی۔

قاکد حزب اختلاف: اب یا آپ کی غصہ اپنی جگہ پر ہے لیکن ہم، میں تو وہ بات کروں گا میں اس پر سنجیدگی سے۔۔۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! آپ کا پواسٹ آگیا ہے۔ مُنْسَطْ صاحب! یہ نصر اللہ ذیریے صاحب کامائیک بند کر

دیں۔۔۔ (مداخلت-شور) I am not the Chair Person, I am a Speaker اجی پلیز۔ جی۔ نصراللہ

زیرے صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر تعلیم: میں وزیر تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگرزا مینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لا یا جائے۔۔۔ (مداخلت-شور۔ مائیک بند)

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگرزا مینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لا یا جائے؟

قاکد حزب اختلاف: آپ بلڈوز نہیں کر سکتے۔ آپ بلڈوز کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت-شور۔ مائیک بند)

میڈم اسپیکر: جو ممبران اس کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ سیکرٹری صاحب آپ ان کو count کریں جو ممبران اس کے حق میں نہیں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ چونکہ اس وقت چوبیں۔۔۔ (مداخلت-شور)

قاکد حزب اختلاف: اور تاریخ کی جو گواہی ہے وہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ بات نہیں سن رہی ہیں۔ آپ بلڈوز کر رہے ہیں۔ اور کارروائی کی طرفہ طور پر چلا رہی ہیں۔ اور کی طرفہ کارروائی سے، ہم آپ کو بالکل نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ آپ غلط طریقے سے چیزیں لارہے ہیں۔ رکھ رہے ہیں۔ اور بلڈوز کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت-شور)

میڈم اسپیکر: چونکہ چوبیں ممبران نے اس کی حمایت میں اپنا ووٹ دیا ہے۔ اس لئے تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگرزا مینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لا یا جاتا ہے؟۔۔۔ (مداخلت-شور) وزیر تعلیم! بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگرزا مینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔۔۔ (مداخلت-شور)

وزیر تعلیم: میں وزیر تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگرزا مینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ

2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بوجب منظور کیا جائے۔۔۔ (داخلت-شور
مائیک بند)

میدم اپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء) کمیٹی سفارشات کے بوجب منظور کیا جائے؟ ۔۔۔ (داخلت-شور)

جناب نصراللہ خان زیریے: یہ غلط ہو رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف: آپ بلڈوز کر رہی ہیں۔

میدم اپیکر: چونکہ تحریک کے حق میں پچیس ووٹ آئے ہیں تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مسودہ 2018ء) کو پچیس اراکین کی حمایت حاصل ہونے پر کمیٹی سفارشات کے بوجب منظور کیا جاتا ہے؟ ۔۔۔ (داخلت-شور) ابھی، آج ایجنسٹے میں میرچا کرخان یونیورسٹی، آپ لوگ پلیز خاموش ہو جائیں، یہ بہت اہم ہے اس پرووفنگ ہوگی۔۔۔ (داخلت-شور) آپ کے حق میں ہے۔ آپ اس پر خاموشی سے بات کریں گوئیں۔ اس طرح نہیں ہوتا۔۔۔ (داخلت-شور) آپ پیش تو ہونے دیں آپ اپنی بات کریں آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ لوگ رول کی violation کر رہے ہیں۔ ایک چیز ایجنسٹے میں کمیٹی کی آئی ہے آپ اس پر بات کریں۔ دیکھیں چیزوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ آپ اپنا point of view لا کیں پلیز۔ آپ ایک اسمبلی کی ممبر کی طرف سے اپنا point of view لا کیں۔ ایک کمیٹی کی روپورٹ آپکی ہے۔۔۔ (داخلت-شور)، میں اپکو بلڈوز نہیں کر رہی ہوں پلیز آپ خاموش بیٹھ جائیں۔ آپ اپنے الفاظ پر کنٹرول کریں بابت، مسٹر بابت! آپ حد کو کراس مٹ کریں پلیز۔ میرا کام ہے یہاں ایجنسٹے کو کھانا اور چلانا سمجھ آئی آپ کو؟۔۔۔ (داخلت-شور) آپ کو باہر نکال دوں گی ان کے الفاظ کو حذف کیا جائے۔ حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔۔ (داخلت-شور) آپ نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے پشتو نوں کا؟۔۔۔ (داخلت-شور) آپ پلیز personal comments نہیں کریں ایک حد ہوتی ہے آپ بہت cross کر رہے ہیں اپنی limit کو مسٹر بابت! آپ اپنی حد میں رہیں۔ ایک matter قانون کے مطابق اس وقت اسمبلی میں آیا ہے۔۔۔ (داخلت-شور) ہمیں بھی خیر ہے سب کو خیر ہے، یہ ایک گورنمنٹ کا ایجنسٹا ہے اور آئے گا آپ کسی کی ذات کو اور چیز کو اس طرح مخاطب نہیں کر سکتے ہیں میں آپ کے خلاف بہت سخت اقدام کروں گی۔۔۔ (داخلت-شور) بابت صاحب کو باہر نکال دیں اس اسمبلی سے باہر نکالیں۔ نکالیں آپ limit cross کر چکے ہیں آپ ایک چیز کے ساتھ ذاتیات کر رہے ہیں۔ نکال دیں اس کو باہر، نکالیں اس کو نہیں، انہوں نے بہت ذاتی comments دیئے ہیں اور will never forgive you for this.

ہے اور آپ پشتو از منٹ کر رہے ہیں، مجھ پر۔۔۔ (مداخلت۔شور) حد ہے۔ میں کیا چیزوں پر آؤں یہ رپورٹ آئی ہے۔ یہ رپورٹ آئی ہے ابھنڈے پر آپ اس پربات کریں۔ I am the Custodian of the House, but you are not. چیخنے سے بات۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ اپنی باری پر بات کریں زیارت وال صاحب! اس طرح نہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) کیا نہیں ہوا ہے؟ یہ کمیٹی کی رپورٹ آئی ہے۔ اس طرح کا رو یہ نہیں ہوتا ہے۔ آپ پلیز personal comments ہے کیا ہم پیش نہیں کریں؟ یہ رپورٹ آئی ہے ہم پیش نہ کریں آپ رول کے مطابق بتائیں؟ جب آپ ادھروزیر تھے تو۔۔۔ (مداخلت۔شور) تو کس نے کہا ہے نہیں ہے۔ میں نے کہا ہے؟ یہ میرا ہے؟ یہ میں نے کہا ہے؟ ان کے الفاظ حذف کیئے جائیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: آپ کمشٹو ہیں آف دی ہاؤس ہیں آپ پیشون ہیں آپ پیشون کے representator ہیں ہمیں آپ پر فخر ہے آپ کے conduct پر پلیز اس کو چلا کیں آپ ایک خاتون ہیں ہمارے معاشرے میں خاتون کا احترام کیا جاتا ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈم اسپیکر: آپ بات نہیں کر رہے ہیں آپ چیخنیں مار رہے ہیں This is a very wrong. نہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ کی بات کر رہے ہیں؟ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

قاائد حزب اختلاف: میڈم اسُن لیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں آپ بھی سُن لیں۔ آپ پہلے میری بات سنیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہ کیا میں نے لایا ہے ابھنڈا؟ آج یہ ابھنڈا میں لائی ہوں آپ مجھے اسکا جواب دیں؟ آپ مجھے بتائیں کیا یہ ابھنڈا میں لائی ہوں آپ بتائیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) زیارت وال صاحب! اس طرح بات نہیں ہوتی آپ Senior Parliamentarian ہیں。 میرا کام ایوان کو چلانا اور یہاں رکھنا ہے۔ اور ووٹنگ کرنا آپ کا کام ہے۔ میری ذاتی رائے اس پر شامل نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: میر چاکر خان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔ چیئرمین مجلس قائدہ برائے تعلیم، خواندگی اور غیر رسمی تعلیم، اعلیٰ کو اٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام سی ڈی ڈبلیو اے، سائنس ٹیکنالوجی، انفارمیشن ٹیکنالوجی! میر چاکر خان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔۔۔ (مداخلت۔شور۔ مائیک بند) آپ please اس میں، ہی ایم صاحب! آپ ان کے ساتھ بات کر لیں۔ لگبھی صاحب! آپ ان کے ساتھ بات کر لیں وہ

ریکوئست کر رہے ہیں دیکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ خاموش ہو جائیں نظر اللہ زیرے صاحب! یہ کوئی جلسہ نہیں ہو رہا ہے please، بلجٹی صاحب! میں آپ سے یہ کہتی ہوں دیکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ please بات کرنے دیں مجھے بلجٹی صاحب سے میں آپ سے یہ کہہ رہی ہوں کہ انہوں نے، زیارت وال صاحب نے آپ سے اور گورنمنٹ سے ریکوئست کی ہے دیکھیں! یہ اپنے پر آگیا ہے، اگر وہ سمجھتے ہیں۔ (مداخلت۔مائیک بند، شور) آپ سے وہ ریکوئست کر رہے ہیں کہ آپ کیا اس پر ایک دوسری رائے لے سکتے ہیں، زیارت وال صاحب آپ سے ریکوئیٹ کر رہے ہیں آپ اسے چلانا چاہتے ہیں؟ چیئر پرسن مجلس قائدہ برائے، جی آپ نے پیش کردی تحریک؟ تعلیم، خواندگی اور غیر رسی تعلیم اعلیٰ کوئی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سی ڈی ڈبلیو اے، سائنس و ٹکنالوجی، انفارمیشن ٹکنالوجی، میرچا کرخان رند یونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔ (مداخلت۔مائیک بند شور)

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! اس طریقے سے نہیں ہوتا۔

میڈم اسپیکر: میں نے آپ سے کہا ہے آپ کی گورنمنٹ نہیں مان رہی ہے۔ (مداخلت۔شور۔مائیک بند) تحریک پیش ہوئی۔ میرچا کرخان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کو رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 مئی 2018ء تک توسعی کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ میرچا کرخان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کو رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 مئی 2018ء تک توسعی کی منظوری دی جاتی ہے۔ چیئر پرسن مجلس قائدہ برائے تعلیم، خواندگی اور غیر رسی تعلیم، اعلیٰ کوائی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام سی ڈی ڈبلیو اے، سائنس و ٹکنالوجی، انفارمیشن ٹکنالوجی! میرچا کرخان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں (مداخلت۔مائیک بند۔شور)

محترمہ یاں بی بی لہڑی: جو زیادہ شور کر رہے ہیں آپ اسے باہر نکال لیجئے اسپیکر صاحب! kindly آپ ان کو باہر نکالیں (مداخلت۔شور۔مائیک بند)

میڈم اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر تعلیم! میرچا کرخان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں، جی وزیر تعلیم۔ (مائیک بند۔شور) تحریک پیش ہوئی۔ آیا میرچا کرخان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی میں سفارشات کی بل بوجب فی الفور زیر گورنر لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ میرچا کرخان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بوجب فی الفور زیر گورنر لایا جاتا ہے۔ وزیر تعلیم میرچا کرخان

رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصروفہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔ وزیر تعلیم: میر چاکر خان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کی بوجب منظور کیا جائے۔

میدم اسپیکر: آپ سے میں یہی تو کہہ رہی تھی کہ آپ بات کرنے کو تیار نہیں ہیں آپ غرے لگا رہے ہیں گورنمنٹ سے آپ بات کرتے۔ تحریک پیش ہوئی، آیا میر چاکر خان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصروفہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کی بوجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ میر چاکر خان رند یونیورسٹی سبی کا مسودہ قانون مصروفہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کی بوجب منظور کیا جاتا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) ان کے مائیک بند کر دیں۔ بلوچستان پلک کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ مصروفہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصروفہ 2018ء) کا دوبارہ زیر گورنر لایا جانا۔ وزیر ملازمتہاۓ عموی نظم و نسق! بلوچستان پلک کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ مصروفہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصروفہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں، وزیر ملازمتہاۓ۔ جی گئی صاحب۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: میدم اسپیکر! on behalf of minister for S & GAD تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پلک کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصروفہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصروفہ 2018ء)، کو دوبارہ اصل حالت میں فی الفور زیر گورنر لایا جائے۔

میدم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پلک کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون نمبر 22 مصروفہ 2018ء (کو دوبارہ اصل حالت میں فی الفور زیر گورنر لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور۔) کچھ غور تو کرنے دیں، آپ غور کریں ناں پھر اس پر اپنا point لائیں۔ اگر غور کرنے کے بعد بات کرنا چاہتے ہیں میں موقع دوں گی آپ کو۔۔۔ (مداخلت۔ شور) تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پلک کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصروفہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصروفہ 2018ء) کو دوبارہ اصل حالت میں فی الفور زیر گورنر لایا جاتا ہے۔ گر آپ نے، کسی ممبر نے اس کا کوئی point، یہ پلک سروں کمیشن میں تو آپ بات کر سکتے ہیں، جی اس پر۔۔۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میدم اسپیکر! آج اسمبلی کی کارروائی جو چلی۔۔۔

میدم اسپیکر: میں آپ سے کہہ رہی ہوں آپ اس پر صرف بات کرنا چاہ رہے ہیں پلک سروں کمیشن پر؟ اس وقت جو سوال آپ کے سامنے ہے کہ آپ پلک سروں کمیشن پر اپنی کوئی رائے دینا چاہتے ہیں؟ آپ نے بہت بولا، اتنا بولا کہ ہم سب خاموش ہو گئے۔ آپ نے بہت بولا اور بہت ناجائز بولا آپ لوگوں نے۔ اور اس کی بات ہم باہر کریں گے۔ ابھی اس وقت اسمبلی

میں کہہ رہی ہوں پہلک سروں کمیشن پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟۔۔۔(مداخلت) اس لئے کہ آپ نے کہا ہی نہیں، آپ اپنے نعرے لگا رہے تھے۔ اور آپ تقاریر کر رہے تھے۔ لیکن آپ نہیں کہہ رہے تھے۔ آپ اس وقت کوئی بات کرنا چاہتے ہیں ابھی میں موقع دے رہی ہوں تاکہ آپ اپنی بات کریں اس پر؟

جناب نصراللہ خان زیریے: میڈم اسپیکر یہ ہاؤس ہے۔ ہم یہاں کے نمائندے ہیں۔ ہم نے اپنی آواز اپنی عوام میں، پشتوں عوام نے ہمیں یہاں اپنی نمائندگی کے لئے بھیجا ہے ہم اپنی بات کریں گے۔
میڈم اسپیکر: بالکل۔

جناب نصراللہ خان زیریے: ہم اپنی بات کریں گے۔
میڈم اسپیکر: آپ بات نہیں کر رہے، آپ لوگوں کو گالیاں دے رہے ہیں۔ آپ چیز کو abusive language استعمال کر رہے ہیں۔ اس پر ہم بعد میں بات کریں گے۔ لیکن یہ اس طرح نہیں ہوتا ہے، انشاء اللہ۔ اس کو ہم دیکھ لیں گے اس طرح کا طریقہ کار۔ جس طرح آپ کے کچھ ممبر زنے کمٹس دیتے ہیں وہ بھی تاریخ میں لکھے جائیں گے کہ آپ لوگ خواتین کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں، یہ کرتے ہیں آپ لوگ۔۔۔ (مداخلت۔شور) تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پہلک سروں کمیشن کا۔۔۔ (مداخلت) وزیر ملازمت ہائے عمومی نظم و نقش! بلوچستان پہلک سروں کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصادرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصادرہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔۔۔ (مداخلت)

جناب نصراللہ خان زیریے: آپ نے پہلے بل پر ہمیں بولنے نہیں دیا۔
میڈم اسپیکر: میں نے آپ کو دیا تھا لیکن آپ موضوع سے ہٹ کر بات کر رہے تھے۔

وزیر داخلہ و قائمی امور: میں سرفراز احمد گٹھی on behalf of minister for S&GAD تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پہلک سروں کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصادرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصادرہ 2018ء) کو دوبارہ اصل حالت میں منظور کیا جائے؟

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پہلک سروں کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصادرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصادرہ 2018ء) کو دوبارہ اصل حالت میں منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پہلک سروں کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصادرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصادرہ 2018ء) کو دوبارہ اصل حالت میں منظور کیا جاتا ہے۔ مجلس قائدہ بر مکملہ ملازمت ہائے عمومی نظم و نقش میں الصوابائی رابطہ، قانون اور پارلیمانی امور! پر اسکیوں و انسانی حقوق بابت مشترکہ قرارداد نمبر 165 بسلسلہ صوبہ بلوچستان میں انجینئرز کا سروں اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ چیز میں مجلس قائدہ بر مکملہ ملازمت ہائے اور عمومی نظم و نقش میں الصوابائی رابطہ، قانون اور پارلیمانی امور،

پر اسکیوشن و انسانی حقوق! بابت مشترکہ قرارداد نمبر 165 بسلسلہ صوبہ بلوجستان میں انجینئرز کا سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔ جی۔ چیئرمین! جی گئی صاحب! آپ انکی half be پر۔ آپ پیش کریں۔ جی۔ کشور جنک صاحبہ آپ پلیز پیش کریں۔

محترمہ کشور احمد جنک: میں چیئرمین کی جانب سے مجلس قائدہ بر محکمہ ملازمت ہائے اور عمومی نظم و نسق میں اصولی رابطہ، قانون اور پارلیمانی امور، پر اسکیوشن و انسانی حقوق، بابت مشترکہ قرارداد نمبر 165 بسلسلہ صوبہ بلوجستان میں انجینئرز کا سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: چیئرمین مجلس قائدہ بر محکمہ ملازمت ہائے اور عمومی نظم و نسق، میں اصولی رابطہ، قانون اور پارلیمانی امور، پر اسکیوشن و انسانی حقوق صوبہ بلوجستان میں انجینئرز کا سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق تحریک پیش کریں۔ جی۔ کشور جنک صاحبہ۔

محترمہ کشور احمد جنک: میں چیئرمین کی جانب سے قائدہ بر محکمہ ملازمت ہائے اور عمومی نظم و نسق، میں اصولی رابطہ، قانون اور پارلیمانی امور، پر اسکیوشن و انسانی حقوق کی تحریک کی پیش کرتی ہوں کہ صوبہ بلوجستان میں انجینئرز سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کو فوراً یغور لا جائے۔ (مدخلت۔ شور)

میڈم اسپیکر: اُن کامائیک بند کر دیں۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا صوبہ بلوجستان میں انجینئرز کا سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کو فوراً یغور لا جائے؟۔۔۔ (مدخلت) میں ایوان سے پوچھ رہی ہوں۔ تحریک پیش ہوئی۔ کیا آیا فی الفور یغور لا جائے؟ آپ نام ممبرز سے ایوان سے پوچھ رہی ہوں کیا اس تحریک کو فی الفور یغور لا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ صوبہ بلوجستان میں انجینئرز کا سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کو فی الفور یغور لا جاتا ہے۔ چیئرمین مجلس قائدہ بر محکمہ ملازمت ہائے اور عمومی نظم و نسق، میں اصولی رابطہ، قانون اور پارلیمانی امور، پر اسکیوشن و انسانی حقوق! صوبہ بلوجستان میں انجینئرنگر کا سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق الگی تحریک پیش کریں۔ زیارت وال صاحب تحریک پیش ہوا سکے بعد میں آپ کو موقع دیتی ہوں۔

محترمہ کشور احمد جنک: میں چیئرمین کی جانب سے قائدہ بر محکمہ ملازمت ہائے اور عمومی نظم و نسق، میں اصولی رابطہ، قانون اور پارلیمانی امور پر اسکیوشن اور انسانی حقوق کی تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ بلوجستان میں انجینئرنگر کا سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا صوبہ بلوجستان میں انجینئرز کا سروس اسٹرکچر وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کیا جائے؟ کیا تحریک کو منظور کیا جائے؟ آپ جو لوگ اس کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔

تحریک منظور ہوئی۔ صوبہ بلوچستان میں انجینئرز کا سروں اسٹرپچر وضع کرنے سے متعلق۔۔۔ (مداخلت) یہ آپ ہی کی کمیٹی ہے۔ اور میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ہے اس وقت ایک پرسچر ہو رہا ہے۔ وضع کرنے سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کیا جاتا ہے۔ ابھی اس وقت 7 نج رہے ہیں۔ اور آپ کا ایجنڈا رہتا ہے۔ اور ہم نے آپ نے سی ایم صاحب آپ نے گورنر صاحب کو جو کل کے لیے وہ کیا ہے، کل کے لیے جو اجلاس کے لیے کیا ہے اُس کا کیا کریں گے؟ نہیں گورنر صاحب کی طرف سے ابھی وہ prorogue کے اُس کا ابھی تک، آپ نے جو next کل کے لیے کہا ہے اُس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا ہے۔

آپ افطاری کا وقفہ کر کے، افطاری کے بعد شروع کریں، بعد میں ہم پھر وہ کریں گے۔

قائد ایوان:

آپ اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چلیں ورنہ کل آپ کو نیا اجلاس بلا ناپڑے گا۔ جو ایجنڈا آپ لوگوں نے ہمیں بھیجا ہے، چونکہ ابھی وہ مکمل نہیں ہو سکتا ہے جو کہ اس میں کل کی کیمپنٹ میں بھی ہوا ہے وہ آیا ہے۔ تو آپ کو گورنر صاحب سے دوبارہ اجلاس بلانے کی درخواست کرنی پڑی گی کل کے لیے۔

ہم نے تو درخواست کیا تھا گورنر صاحب کو میدم۔

قائد ایوان:

نہیں وہ prorogue کو ختم کرنے کے لیے وہ درخواست تھی۔ نیا اجلاس بلانے کے لیے نہیں۔ انہوں نے ابھی تک جواب نہیں دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے میں ابھی نہیں کروں گا۔ وہ پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ مصروف ہیں میرے خیال میں۔

ابھی گورنر صاحب سے بات کرنی ہے اس وقت؟

قائد ایوان:

جی کیونکہ مجھے ابھی یہ اعلان کرنا ہے کہ کل اجلاس ہو گایا prorogue ہے۔ تو وہ آپ گورنر صاحب سے۔ کیونکہ آپ کی advise پر گیا ہوا ہے ان کے پاس۔

میڈم اسپیکر: میں ابھی بات کروں؟

میڈم اسپیکر: جی آپ بات کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچنزی: prorogue کا آڑ ڈر ہے میدم۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! گورنر صاحب نے ابھی تک ہمیں جواب نہیں بھیجا ہے۔ ان کے پاس گیا ہوا ہے۔ میر سرفراز احمد بگٹی، صوبائی وزیر داخلہ و قبائلی امور! آپ اپنی قرارداد نمبر 120 پیش کریں۔ جی۔ نہیں اس میں تو ابھی تک میرے پاس تو میرے خیال میں۔۔۔ (مداخلت) زیارت وال صاحب! اس وقت کارروائی ہو رہی ہے۔ اور آپ بار بار ایک ہی کو بات کو دھراتے جا رہے ہیں میں اس کے لیے آپ کو اجازت نہیں دوں گی۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند) زیارت وال صاحب!

آپ اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کریں۔ ان کے غیر پارلیمانی الفاظ حذف کر دیں۔ سوداکس نے کیا ہے وہ وقت بتائے گا آپ کو نہیں ہو سکتا ہے تو پھر کیا کریں آپکا۔۔۔ (مداخلت۔ معزز رکن اسمبلی بغیر مائیک کو بولتے رہے) میڈم اسپیکر: میں کہاں اسے بلڈوز کر رہی ہوں؟ آپ ایک قانون دان ہو کر یہ بات کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ نے ایک ایجنڈا الائی ہے اور have to run it. ا مجھے آپ سے زیادہ افسوس ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ آپ بہت کچھ کر کر چکے ہیں۔ اور آپ لوگوں کی جماعت بہت کچھ کر چکی ہے۔

محترمہ یا سینیٹر بی بی لہڑی: اسپیکر صاحب! آپ سے ریکوئیسٹ ہے کہ اگر قرارداد پر جانے سے پہلے۔ (شور۔ مداخلت۔ مائیک بند)

میڈم اسپیکر: آئینی قرارداد نمبر 123 زیر آرٹیکل 144۔ میر سرافراز احمد گلٹی صاحب، صوبائی وزیر داخلہ و قبلی امور! آپ اپنی قرارداد نمبر 123 پیش کریں۔

وزیر داخلہ و قبلی امور: آئینی قرارداد میڈم! یہ ایوان اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین محریہ 1973ء کے آرٹیکل 144 کے تحت پارلیمنٹ مجلس شوریٰ کو اختیار دیتی ہے کہ دھماکہ خیز مواد سے متعلق قانون سازی کرے جو صوبہ بلوچستان میں نافذ ا عمل ہو اور اس بابت قومی حکمت عملی بھی وضع کرے۔

میڈم اسپیکر: آئینی قرارداد نمبر 123 پیش ہوئی۔ کیا محرك اپنی آئینی۔۔۔ (مداخلت) (معزز رکن اسمبلی عبدالرحیم زیارتوال بغیر مائیک کے بولتے رہے)

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! اگر آپ نے abusive language اور الزامات لگانے ہیں تو آپ۔۔۔ (مداخلت)۔ جی جی۔

قاائد حزب اختلاف: تو آپ مجھے نہیں سنیں گے؟

میڈم اسپیکر: پہلے وہ بول تو لیں آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ محرك بولا نہیں ہے، پیش ہوئی نہیں ہے آپ بول رہے ہیں میں کھڑے ہو کر بولوں گا۔ admissibility پر انہوں نے نہیں بولنا ہے کیا؟ آپ سارے روز بھول گئے ہیں زیارتوال صاحب! کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ آپ ایک sensable انسان ہیں، ہم تو سمجھتے تھے سب سے زیادہ آپ sensable کو؟ ابھی تو اسکی admissibility پر بولا ہی نہیں ہے، میں نے پیش ہی نہیں کی ہے۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ admissibility پر محرك نہیں بولے گا کیا؟ کیا محرك اپنی آئینی قرارداد نمبر 123 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

وزیر داخلہ و قبلی امور: جی جی، شکریہ میڈم اسپیکر! سب سے پہلے تو میں جو آج قرارداد پاس ہوئی ہے اُس پر مبارکباد

دیتا ہوں تمام دوستوں کو، جنہوں نے اس میں وہ کیا ہے۔ ایک آئینے بل ہم نے پاس کیا ہے۔ دوسرا نمبر پر میڈم اسپیکر! اس کی admissibility پر میں بولنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ جو explosive ہے یہ بہت ہی sensative معاملہ ہے۔ اور یہ دو چیزوں پر استعمال ہوتا ہے یہ مخفی کام میں بھی استعمال ہوتا ہے اور ثابت کام میں بھی۔ خاص طور پر ہمارے وہ ایریا ز جہاں مائنگ ہوتی ہے، وہ لوگ بہت زیادہ explosive-use کرتے ہیں اور لیکن زیادہ جو بچھلے آٹھ، دس سال سے ہم ایک چیز observes کر رہے ہیں، وہ یہ observes کر رہے ہیں کہ very unfortunately اس کا misuse ہوا ہے۔ بہت سارے ایسے دھماکے ہوئے ہیں جہاں یہی مواد یہی explosive جو وہ فیلٹری نکلا تھا اور لیکن اس کا misuse ہوا ہے۔ لیکن وہ استعمال ہوا دشمنگردی کے واقعات میں۔ اُس for the treatment کو misuse کرنے کے لیے اس پر بہت عرصے سے کام جاری تھا۔ اور اُس پر ہوم ڈیپارٹمنٹ نے بھی بڑا کام کیا اور اس میں جو line departments جتنے بھی ہمارے ساتھ تھے، ہم سب نے مل کر اس پر، چاروں صوبوں نے اس پر کام کیا ہے۔ اور باقی صوبوں نے اس explosive Act کو فیڈرل گورنمنٹ کے حوالے کیا ہے۔ تاکہ فیڈرل گورنمنٹ اس پر ایک پالیسی بنائے۔ اور سب سے بڑا مقصداں کا یہ ہے کہ اس کی ایک یونیفارم پالیسی بن جائے۔ کہ اسکی مودومنٹ کس طرح ہونی ہے اس کا استعمال کس طرح ہونا ہے۔ تو اس سلسلے میں یہ ہم ایک آئینے قرارداد لے کر آئیں جو کابینہ نے کل پیش کی ہے۔ اور کابینہ نے اس کو متفقہ طور پر منظور کی ہے۔ تو ہم اسکو اسمبلی کے سامنے بھی رکھ رہے ہیں کہ اس sensative معاملے کو جس پر دشمنگردی involve ہے جس میں معموم انسانی جانوں کا خیاع ہے اُس مسئلے کو فیڈرل حکومت کو دے کر ایک یونیفارم پالیسی بنائی جائے تاکہ وہ اس میں تمام صوبوں میں وہ یونیفارم پالیسی وہ اُس پر عمل پیرا ہو اُس پر implement ہو تو اس لیے ہم یہ قرارداد بیہاں لے کر آئے ہیں تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ اس پر ہمیں سپورٹ کریں۔

میڈم اسپیکر: جی زیارت وال صاحب۔

قاائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! جو گلہ، شکوہ اور شکایت ہے، وہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ جو چیزیں بیہاں لائی جاتی ہیں۔ اُسکے بارے میں کم از کم دو، تین دن پہلے ہمیں آگاہی ہو۔ اور اُس پر بحث ہو۔ میں، محترم بیٹھا ہے۔ قلعہ سیف اللہ میں دھماکہ ہوا۔ پانچ، چھ جانیں میں ضائع ہوئیں۔ اور کہا گیا کہ بارہ سو Kg بازو دھماکہ۔ اور ٹرکیٹر ٹرالی بھری ہوئی تھی۔ خاموشی کیوں اختیار کی گئی؟ یہ روک تھام ہے دشمنگردی کی؟ کون تھے وہ لوگ؟ داخلہ کی حیثیت سے بیٹھے ہیں۔ سرفراز بھائی! آپ آئینے قرارداد، یہ چیزیں، ہمارا سارا خطہ دشمنگردی کا شکار ہے۔ یہ ان چیزوں کو ہم ثابت سمجھتے ہیں۔ لیکن جس آئینے کی آپ بات کریں گے۔ یہ آئینے، زندگی میں آپ کی تمام چیزوں پر لاگو ہے۔ اس آئینے کو اس اسمبلی کے اندر جس طریقے سے موجودہ

حکمران گروپ نے پامال کیا۔ اور ایک پارٹی کو چھوڑ کر پلاٹا کھا کر دوسرا پارٹی میں چلے گئے۔ کیا یہ اس آئین کی خلاف ورزی نہیں تھی؟ اب اس آئین کو دوبارہ سے XX سے آپ اٹھا رہے ہو؟ اور اس پر قرارداد لارہے ہیں؟ ہمارے مسائل ہیں اسیں کوئی شک نہیں ہے۔، ان مسائل کا حل کس طریقے سے نکالا جاتا ہے؟ دو معیار نہیں چل سکتے میڈم اپیکر! یہاں معیار نہیں ہیں۔ میں معیار کے ساتھ، کسی کے ساتھ پٹھل پکڑ کر دس سال E-13 میں۔ دس سال جیل میں بھگنا پڑتا ہے۔ اور جس کے پاس 12 سو Kg باڑو دھتا۔ اسکا پوچھنا ہی نہیں ہے کہ یہ کیا معیار ہے؟ وزیر داخلہ کی حیثیت سے question ہے اُن سے تو ان معیارات کے ساتھ آپ جتنا بھی favour دیں گے۔ میڈم! ان معیارات کے ساتھ، اس رویہ کے ساتھ آپ اس بات کی طرف لے جا رہے ہیں کہ ہم مزید اس صوبے میں نہ رہیں۔ نہ اس صوبے کا حصہ بنیں۔ ہم جانیں ہماری ایڈمنیسٹریشن جانیں۔ ہمارا کام جانیں۔ ہماری بلوج قوم سیال ہے۔ بلوج جانیں اُنکی ایڈمنیسٹریشن جانیں۔ اُنکا کام جانیں۔ وہ اپنے طریقے سے اپنا کام چلائیں۔ ہم اپنے طریقے سے اپنا کام چلائیں گے۔ میں اس پر خاموش نہیں ہو سکتا۔ نہ میں خاموشی اختیار کروں گا کہ vast interest کیلئے نصیر آباد کے ایک ضلع کو اٹھا کر سبی پر مسلط کر دیں۔ اور رات بارہ بجے تک پولنگ چلاتے رہیں۔ جتنی ووٹ وہ لے، اُسکے مقابلے میں ہزار، دو ہزار زیادہ ڈال لیں۔ قوی اسلامی ہماری ریغال۔ خُدا کو مانیں سرفراز بھائی! بُجھی ریغال، مری ریغال، زیارت ریغال، ہرنائی ریغال، سبی ریغال۔ اور ہم بیٹھے رہیں خاموشی سے؟ یہ خاموشی۔ بابا! خُدا کو مانو، یہ خاموشی کب تک؟ اور کس کے ساتھ کر رہے ہیں؟ ایک زیارت وال نہیں ہے۔ لاکھوں لوگ ہیں۔ لاکھوں لوگوں کے ساتھ۔ اُسکونما نہندگی سے محروم کر رہے ہیں۔ کس بنیاد پر؟ کو نسا ووٹ پڑا ہے ہرنائی میں آپ کو؟ کو نسا ووٹ پڑا ہے ڈیرہ بگٹی میں؟ کو نسا ووٹ پڑا ہے کوہلو میں؟ میڈم اپیکر! ہم ایسے نہیں بولتے۔ ظلم کے مارے لوگ آخر کھیں پر فریاد تو کریں گے؟ آپ فریاد کے بھی دروازے بند کر رہے ہیں۔ میڈم اپیکر! ہمارا ضلع جس میں ڈکی، زیارت، سجاوی، ہرنائی۔ جس میں سبی شامل تھا۔ تھل چیلائی اسکا ضلعی ہیڈ کوارٹر تھا۔ OTD اسکا پہلا DC تھا۔ پلیٹکل ایجنت تھا۔ تھل چیلائی ضلع کا۔ پھر جب ہمارا ضلع بنتا ہے میڈم اپیکر!۔ آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ پھر ہم سارے اس ضلع کے تھے۔ زیارت، سبی میں شامل تھا۔ ہرنائی، سبی میں شامل تھا۔ ہم اسکا حصہ رہے ہیں۔ ہم آسمانوں سے با تین نہیں کر رہے ہیں۔ اب اس طریقے سے سرفراز بھائی! آپکے سامنے۔ آپ چیزوں کو کس طرف لے جا رہے ہیں؟ آپ ہمیں صوبے سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر آپ نکالنے کی وہ کر رہے ہیں، ہم اپنی سرزی میں پر بیٹھے ہیں۔ اپنی سرزی میں کے مالک کی حیثیت سے اپنا کام کریں گے۔ آپ لوگ، خُدا کرے آپکی ساری سرزی میں جنت بن جائے۔ اب یہ جو دو معیار آپ رکھ رہے ہیں۔ نہیں ہو سکتے۔ ہم یہاں سیال قوم کی حیثیت سے ہیں۔ اور ہم نہائندگی رکھتے ہیں۔ اور تمام چیزوں میں معیارات double ہیں۔ double معیار کے ساتھ ہم آپ سے۔ قدوس صاحب آگئے ہیں۔ قدوس بھائی! double معیار کے ساتھ ہم یہاں

نہیں چل سکتے۔ معیار double ہے۔ جس پر بارہ سو Kg باڑو دپر جب کہا جاتا ہے ”کہ خاموشی“۔ پھر خاموشی ہوتی ہے۔ اور جس پر کہا جاتا ہے ”کہ اسکو اچھا لاؤ“۔ اُس پر پھر اچھا لاجاتا ہے۔ یہ معیار نہیں چل سکتے۔ اس معیار کے ساتھ ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔ میڈم! آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تاریخ کے طور پر۔ جب پاکستان بناء ہے۔ اُسوقت و ان یونٹ بناء۔ پھر ہمارے دو ڈویژن بنے۔ کوئئہ ڈویژن اور قلات ڈویژن۔ اور اُسوقت ہماری پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی تھی۔ قلات ڈویژن کے پارٹی کا سربراہ بنجوا صاحب تھے۔ کوئئہ ڈویژن کے پارٹی کا سربراہ عبدالصمد خان اچھزئی شہید تھے۔ یہ اس طریقے سے ہم آرہے تھے۔ سن 70ء میں کسی ضابطے کے بغیر ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ڈال دیا۔ اور آج تک یہ جگہ اجاری ہے۔ اور جن کے دستخط ہیں اس آئین پر۔ یہ از خود بہت غلط بات ہے۔ اس دستخط کو یا اس کام کو یا اس چیز کو یا ایک شخص کے مفادات کو، ایک شخص کی مفادات کو اس طریقے سے اگر آپ protect کر رہے ہیں تو یہ انتہائی غلط ہے۔ مجھے ڈکھ ہے۔ اور آج کی یونیورسٹی کے حوالے سے جو آپ لوگوں نے پاس کیا ہے۔ میں اُسکی پوری قوم کی جانب سے شدید الفاظ میں ندمت کرتا ہوں۔ تاریخ کو تاریخ رہنے دیں۔ تاریخی سرزیں change کریں۔ اور جو آدمی جہاں کامال کہے اُسکو مالک کی حیثیت سے دیکھیں۔ تو یہ چل سکے گا۔ صوبہ بھی چل سکے گا۔ اور اگر آپ ان چیزوں پر لگے ہوئے ہوئے گے اور اس طریقے سے کر رہے ہوئے گے۔ پھر ہمیں یہ قابل قبول نہیں ہے۔ ایک دن کوئئہ میں نوری نصیر خان صاحب، میرا محترم ہے۔ میں احترام کرتا ہوں۔ لیکن قلات ریاست تھا۔ قلات ریاست میں جہاں رکھنا چاہیں گے most welcome۔ ہم اُس کو welcome کہیں گے۔ ہم اُسکا احترام کریں گے۔ لیکن اگر آپ اُسکو یہاں لانا چاہتے ہیں۔ اُسکو ہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ history میں رد و بدل کرنا چاہتے ہیں۔ تاریخ کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ہمارے پاس سوائے ندمت کے اور کچھ نہیں رہتا ہے۔ اور ہو گا یہی۔ آج کے فیصلوں سے ہمارے راستے الگ ہو رہے ہیں۔ ہم الگ راستوں پر الگ زاویے سے سوچیں گے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ مہربانی۔۔۔ (مداخلت۔ آوازیں۔ شور)

میڈم اسپیکر: مسٹر بابت! میں آپکو ہاں سے باہر نکال دوں گی۔ You have to manners to speak in the Assembly. جی بگٹی صاحب۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبانی امور: پلیز میڈم اسپیکر۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر حامد صاحب! پلیز، Mic is not with you کہنے کو تو ہمارے پاس بھی بہت کچھ ہے لیکن میں جس seat پر بیٹھی ہوں خاموش ہوں۔ جی بگٹی صاحب! جی۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ ماہیک بند) آپ اپنی تمیز کے دائرے میں رہیں بابت! جی بگٹی۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبانی امور: زیارت وال! ہم نے آپکی بات سنی۔ دیکھیں میڈم اسپیکر! جو بابت لا لا کا آپکی طرف

remarks ہیں۔ حذف کرنے کی ریکووست کرتا ہوں۔ انتہائی نامناسب ہیں۔ نامناسب روئیہ ہے۔۔۔ (داخلت۔شور)

ایک فضل ممبر کو اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: بگٹھی صاحب! جو پانچ سال میں نہیں سیکھے وہ ابھی کیا سیکھیں گے؟

وزیر مکملہ داغلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! میں زیارت وال صاحب سے ایک ریکووست کرنا چاہتا ہوں۔ زیارت وال صاحب نے بڑی سنجیدگی سے بات کی۔۔۔ (داخلت۔شور) ہم نے بڑی سنجیدگی سے سنی۔ میں ہاتھ باندھ کر کہتا ہوں کہ اپنے ممبر زکوہ بھیں کہا بھاری بات بھی سن لیں۔۔۔ (داخلت۔شور) ہاتھ باندھ کر آپ سے کہتا ہوں۔ ہم نے آپ کی بات بہت تسلی سے سنی۔۔۔ (داخلت۔شور)۔ اگر آپ انکو چوپ کراتے ہیں۔ آگے چلیں۔ آگے مجھے بولنے دیں۔۔۔ (داخلت۔شور۔مائیک بند)

میڈم اسپیکر: چونکہ روزہ کھونے کا ٹائم ہو گیا ہے۔ اور ایجنسی کے پر موجودہ کارروائی ابھی باقی ہے۔ لہذا اسمبلی کا اجلاس آج رات 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ تاکہ باقی کارروائی مکمل ہو سکے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 بجکر 25 منٹ پر ملتوی ہوا)

(اسمبلی کا اجلاس دوبارہ 09:00 بجکر 45 منٹ پر شروع ہوا)

میڈم اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ حاجی صاحب آپ ذرا تلاوت کر دیں۔

حاجی عبدالمالک کا کثر:

بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿٢﴾ إِلَهِ النَّاسِ ﴿٣﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ لَا ﴿٤﴾ الْخَنَاسِ لَا ﴿٥﴾
الَّذِي يُوَسِّعُ فِي صُدُورِ النَّاسِ لَا ﴿٦﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ لَا ﴿٧﴾

میڈم اسپیکر: ہمارا ایجنسی آئینی قرارداد پر رک گیا۔ منظوری کیلئے۔ ایک منٹ حاجی صاحب۔ میں زرہ پروسیجر کو چلاوں۔ آپ کو موقع دیتی ہوں۔ آیا آئینی قرارداد نمبر 123 منظور کی جائے؟ جو اس کے حق میں ہیں ہاتھ کھڑا کر دیں۔ یہ جو انہوں نے پیش کر دی تھی۔ جی صحیح ہے۔ آئینی قرارداد نمبر 123 منظور ہوئی۔

میر سرفراز بگٹھی صوبائی وزیر داغلہ و قبائلی امور آپ اپنی قرارداد نمبر 120 پیش کریں۔

وزیر داغلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات: شکریہ میڈم اسپیکر! قرارداد نمبر 120۔ ہرگاہ کہ صوبہ بلوچستان جو رقبے کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اور صوبے کی آبادی دور دراز علاقوں پر مشتمل ہے۔ چونکہ موجودہ اسمبلی کی آئینی مدت 31 مئی 2018ء کو مکمل ہو رہی ہے اور ایکشن کمیشن آف پاکستان نے عام انتخابات کے انعقاد کیلئے 25 جولائی 2018 کی

تاریخ مقرر کی ہے۔ جبکہ ان دونوں میں بلوچستان کے اکثر علاقوں میں شدید گرمی پڑتی ہے۔ جس کی وجہ سے ووٹر زکا انتخابی عمل میں حصہ لینا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے، علاوہ ازیں پولینگ اسٹیشن میں بھلی جیسی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے پولنگ اسٹاف کا بیٹھنا بھی محال ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ آئندہ آنے والے عام انتخابات کے انعقاد میں ایک ماہ کی توسعی کرتے ہوئے اگست 2018ء آخری ہفتے میں عام انتخابات منعقد کرائے تاکہ صوبے کے عوام حق رائے دہی کی اس عمل میں حصہ لے سکیں جو کہ انکا آئینی حق ہے۔

میڈم اسپیکر: قرارداد نمبر 120 پیش ہوئی۔ کیا آپ اس کے admissibility کی وضاحت کریں گے۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و جیل خانہ جات: شکریہ میڈم اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح حکومتیں اسمبلیاں اپنی مدت پوری کر رہی ہیں اور ایکشن قریب ہے۔ اور اس میں ایک توجہ جو تمام دوستوں کی اور ہماری پارٹی کی یہ مؤقف ہے کہ جو ہمارے بلوچستان کے 90% ایسے علاقے ہیں۔ جہاں شدید گرمی پڑتی ہے اور plus temprature 50 ہوتا ہے۔ اور بلوچستان میں جو پولنگ اسٹیشن ہیں وہ اتنے دور دراز علاقوں میں ہیں اور ان کے پاس جو سہولیات ہیں وہ بھی تقریباً نہ ہونے کے باہر ہیں۔ ایسے extreme weather میں جہاں 50 plus temperature ہوتا ہے، دن کو لوچل رہی ہوتی ہے اور ایسے میں ووٹر زکا نکلا اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ووٹر نہیں نکلیں گے تو جو جمہوریت کی بنیادی چیز ہی ووٹر ہیں۔ اور electoral college ہیں۔ جب یہ باہر نہیں آئیں۔ باہر آ کے ووٹنگ کے عمل میں اس طرح حصہ نہیں لے پاہیں گے historically ایسے بلوچستان میں آپ کو پتہ ہے کہ جب بھی ایکشن ہوئے ہیں اس میں ratio بڑا کم رہا ہے۔ ٹران آؤٹ بڑا کم رہا ہے تو ایسے extreme weather کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو جو سب سے important جمہوریت کے لئے electoral college ہیں وہ جب ووٹنگ کے لئے باہر نہیں آئیں۔ ہمارے ورکر نہیں آئیں اور جو کنڈیڈیٹ ہونگے تو ان کے لئے campaign بڑی مشکل ہو جائیگی اور پھر سب سے بڑھ کر میڈم اسپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ایکشن کا عملہ ہے۔ ایکشن کا عملہ جس نے پورا دن اُس کمرے میں بیٹھنا ہوتا ہے میں آج بھی آپ سے کہہ رہا ہوں کہ 80% وہ علاقے ہیں جہاں درخت بھی نہیں ہے۔ صرف ایک کمرہ ہے دو کمروں کا ایک پر ائمہ سکول ہے اُس میں پولنگ اسٹیشن ہے اُس پولنگ اسٹیشن کے اندر وہ لوگ بغیر بجلکی کے، بغیر کسی سہولیات کے بغیر کسی نیکھے کے بغیر کسی ایئر کنڈیشن کے، کیا وہ پورا دن وہاں بیٹھ سکتے ہیں؟ اور اگر وہ بیٹھیں تو کیا چار چار ووٹر لمبی لائن لگا کے کھڑا ہوتا ہے اس plus temprature 50 میں تو ہمارا صوبہ سے جب سے یہ قرارداد آئی ہے میڈم اسپیکر! اس پر ایک اور چیز جو سامنے آ رہی ہیں ایک عجیب سی controversy create کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ خاص طور پر میڈیا کے وہ دوست جو سلام آباد کے پرائیس محالوں میں بیٹھے ہوئے ہیں جو بڑے بہت خوبصورت ایئر کنڈیشن کمروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ

صرف آتے ہیں ایک پروگرام کرتے ہیں آٹھ سے نو ایک ڈبے کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے پھر وہ opinion making کر رہے ہوتے ہیں تو میں ان سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ بلوچستان کی ground realities different ہیں اور خدا کے لئے ہمیں نہ ملوث کریں۔ ہمیں نہ اس میں شامل کریں باقی پاکستان میں کیا پولیٹکس ہو رہی ہے کیا نہیں ہو رہی ہے میڈیم اپسیکر! اجب ہم یہاں in house accountability کر رہے تھے ہمیں change کے جارہے تھے اس وقت بھی ہم پر یہ الزم لگا کے جی کہ تو دس دن میں اسمبلی ٹوٹ جائیگی۔ یہ جو جمہوریت کے چیزوں کا بھی ہیں نہیں۔ وہ یہ فرمائے تھے کہ دس دن میں حکومت وہ ٹوٹ جائیگی، یہ ہو جائیگا، حکومت ٹوٹی؟ اپنی مدت اس اسمبلی نے الحمد للہ کل پوری کرنے جا رہی ہیں اللہ کے فضل و کرم سے پھر یہ الزم لگا کے سینٹ کے لیکشن سیوٹ تاز کرنے جا رہے ہیں۔ الحمد للہ آج میں بڑے فخر سے کہہ رہا ہوں کہ ہم نے بلوچستان کے ایک سپوٹ کو چیزِ میں سینٹ بنایا۔ تو ہذا ہمیں کسی controversial میں نہ ڈالا جائے ہم خالصتاً بلوچستان کے پولیٹکس کرتے ہیں اور بلوچستان کی realities یہ ہیں کہ اس موسم میں یہ کم از کم میرا خیال ہے لیکشن، ویسے تو ہم صرف ایک ریکویٹ ہی کر رہے ہیں ہمارے ہاتھ میں بھی نہیں ہے ہم لیکشن کمیشن سے اور فیڈرل گورنمنٹ سے یہ ریکویٹ کرنے جا رہے ہیں کہ جی آپ election کریں اگر وہ نہیں کرتے ہیں یہ ضرور ہو گا کہ آپ میرا بات آج سن لیں جو یہ ٹرن آؤٹ ہو گا وہ بہت کم ہو گا۔ تو میں اس کو آج ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں پھر کل کہیں گے کہ جی بلوچستان لاءِ اینڈ آرڈر کی وجہ سے ٹرن آؤٹ کم ہوا ہے۔ وہ لاءِ اینڈ آرڈر کی وجہ سے ٹرن آؤٹ کم نہیں ہو رہا ہو گا۔ نصیر آباد میں لاءِ اینڈ آرڈر کا کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن نصیر آباد اور سبی ڈویژن گرم ترین علاقے ہیں، اسی طرح آپ خضدار، بکران، یارخشان ڈویژن میں چلے جائیں extreme hot weather یہیں۔ اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ لوگ دوپہر کو آ کے کام کر سکیں گے یا ووٹ ڈال سکیں گے۔ تو اس لئے ہم یہ قرارداد لے کر آئے ہیں کہ ہم ایک ریکویٹ کر سکیں۔ آواران کو آپ دیکھ لیں کہ وہاں کتنی شدید گری ہوتی ہے۔ کل سوئی کا 50 plus temperature تھا۔ تو ہم کس طرح اپنے وظر ز کو اس آزمائش میں ڈالیں کہ وہ اس گرمی میں وہ آئیں اور اپنا ووٹ کا سٹ کریں تو ہذا یہ ریکویٹ کرتے ہیں ہم ایوان سے کہ ایک مہینے میں کوئی آسمان نہیں گرتا ہے کہ جی جمہوریت کا خسن اسیں ہے کہ سب سے زیادہ لوگ participate کر سکیں لیکشن میں یہی ڈیموکریسی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کچھ لوگوں نے ڈیموکریسی کی definition ہیں اس کو اپنا ہی کچھ بنایا ہوا ہے اور ایک کنویں کے مینڈ کی طرح ایک دائرہ ہے وہ سب کچھ ڈیموکریسی ہے۔ انٹر اپارٹی ایکشن تو کر انہیں پاتے ہیں پھر جس طرح کرتے ہیں پھر سب کے سامنے ہیں۔ تو اُدھر ڈیموکریسی یا نہیں آتی ہے۔ تو وہاں ڈیموکریسی کہاں ہوتی ہے۔ لیکن ہم ڈیموکریسی کو strengthen کرنا چاہتے ہیں ہم جمہوری لوگ ہیں، جمہوری عمل پر یقین رکھتے ہیں ذاتی طور پر میڈم اپسیکر! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ میری بہت بہتریں

تیاری ہے ایکشن کی (ماغلٹ) اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو میں رُک جاتا ہوں، میڈم اگر جازت دے دیں۔

میڈم اسپیکر: ایک منٹ ٹھہریں وہ بات کردیں مخصوصہ صاحب! جی تو وہ آجائیں میں نے تو منع نہیں کیا ہے۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و حیل خانہ جات: منع کسی نے نہیں کیا ہے۔ یہ ریکارڈ ہو رہا ہے، ریکارڈ کا حصہ بن رہا ہے یہ لکھا بھی جا رہا ہے اور ریکارڈ بھی ہو رہا ہے اور یہ جو کیمرے ہیں یہ پورے پاکستان میں نشر بھی کر رہے ہیں۔ تو coming back to the topic میں نے ویسے آپ کی پارٹی کا نام تو نہیں لیا ہے آپ کو کیوں لگا کہ آپ کی پارٹی کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ میں نے ویسے نام نہیں لیا۔ تو اگر آپ کے اندر یہ برا نیا ہیں تو پھر آپ کی پارٹی otherwise میں نے آپ کا نام تو نہیں لیا۔ اُس کے بعد وسری بات یہ ہے کہ میڈم اسپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ووٹر سب سے important اُس کو لیکر آئیں اُس کو ووٹ کے حق سے کیوں محروم کرتے ہیں چاہے وہ extreme weather کی وجہ سے ہو چاہے کوئی اور ہو۔ تو میڈم اسپیکر یہ میں admissibility پر بولا ہوں اور یہ ہماری گزارش ہے ایوان سے کہ ہم ایک ریکووٹ کریں فیڈرل گورنمنٹ سے۔

میڈم اسپیکر: مہربانی۔ اور کوئی بات کرنا چاہتا ہے اس پر؟ جی رحمت صاحب۔

میر رحمت صالح بلوچ: میں اپنی اور اپنی پارٹی کی جانب سے، I totally oppose this resolution کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری approach نہیں ہے۔ کوئی بھی جمہوریت پسند شخص اس طرح کی یہ ایک آئینی معاملہ ہے۔ میں اپنے آزربیجان ہوم منٹر صاحب نے جو submit کیا ہے یہ قرارداد میں اُس کو بتاتا چلوں۔ کہ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے صرف بلوچستان کا نہیں ہے۔ اور یہ خوش آئند بات ہے کہ پانچ سالہ دور کو ہم مکمل کرنے جا رہے ہیں۔ اور اس کا قطعی مقصد یہ نہیں ہے کہ آئین اور آئینی تقاضہ ہے اس ملک کے لئے اس کے چاروں صوبوں کے لئے اور اس ملک میں چیخ در پیش ہیں اُس میں وہی راز ہے جو ایک خوبصورت مضبوط جمہوریت میں ہے۔ اس ملک کو مضبوط رکھ سکتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غیر جمہوری approach ہے ہم اس کے مخالفت کرتے ہیں۔ ہم قطعی طور پر اس کے حق میں نہیں ہیں میں یہ سمجھتا ہوں ویسے ایک سیاسی طابع مک کے یہ جو گند اپانی جمع ہوتا ہے اسے بد بو آتی ہے جب پانی چلتا رہے اُس کو چلنے دو بہنے دو پھر صاف ہو جاتی ہے۔ تو یہ وہی ستم ہے اس ملک کے لئے۔ آج ہم بیٹھے ہوئے ہیں کل یہ ایکشن نام پر ہونگے۔ دوسرے لوگ آئیں گے شاید زیادہ talented ہو۔ شاید وہ اپنے عوام کی زیادہ بہتر انداز میں نمائندگی کر سکیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کے خلاف ہے، اور یہ ملک کے لئے نقصاندہ ہے۔ ہم یہ یقین دلاتے ہیں کہ یہ ہماری ایمان ہے کہ جب پاکستان ہوگا تو بلوچستان ہوگا۔ جب بلوچستان ہوگی تو پاکستان ہوگی۔ اور ہماری یہ ایمان ہے کہ اس ملک میں جب مضبوط جمہوریت آئیگی ایک جمہوری نظام آئیگی۔ یہاں کے عوام مایوسی سے اور خوف ایک عدم تحفظ سے نکلیں گے۔ وہ اپنے

آپ کو secure feel کریں گے۔ اپنے آپ کو آزاد feel کریں گے۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی نصراللہ خان زیرے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میڈم اسپیکر جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے۔ جس طرح میرے فاضل دوست رحمت بلوچ صاحب نے اس کی مخالفت کی۔ یقیناً ہم بھی۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! ہم قرارداد پر بات ہو رہی ہے۔ آفیشل گیلری خالی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔ میں نے سیکرٹری صاحب سے کہا ہے کہ ان کو بلوایا ہے۔ جی نصراللہ خان صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میڈم اسپیکر صاحب! جو قرارداد ہے یقیناً یہ جمہوریت اور آئین کے بالکل منافی ہے۔ دنیا میں بہت سارے ملکوں میں بہت سارے واقعات ہوتے ہیں۔ آپ برطانیہ لے لیں۔ امریکہ آپ لے لیں، ان کا تاریخ پہنچنے میں کتنے سالوں سے وہ طے ہے کہ اس میں کے اس تاریخ کو پہلے ہفتہ کو یہاں انتخابات ہونگے۔ اور اب اس ملک میں شروع کشمکش رہی ہے جمہوریت پسندوں کی، اور آمریت نواز قوتوں کی۔ اور آج یہ جنگ میں سمجھتا ہوں بہت شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ وہ وقت جو ہمیشہ سے آمریت نواز رہی ہیں۔ جو ہمیشہ سے آمریت کے گود میں وہ پلے ہیں۔ وہ جزل ایوب خان کے دور سے لیکر کے پھر جا کر جزل بھی اخان، جزل ضیاء اور جزل مشرف کے دور میں وہ وقتیں ان کے ساتھ رہی ہیں۔ آج پھر وہ وقتیں سازش کر رہی ہیں۔ کسی ناکسی طرح اس ملک میں جمہوریت نہ ہو اس ملک میں آمریت ہو اور الیکشن کو کسی نہ کسی بہانے postponed کیا جائے۔ میڈم اسپیکر! ہمارے اکابرین نے خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی نے، ہمارے بہت سارے اکابرین نے جمہوریت کے لئے one man, one vote کیلئے آج جب اس اسٹبلی میں بہت سارے ہمارے دوست یہاں ممبر صاحبان یہاں بیٹھے ہیں 1970ء سے پہلے یہاں صوبے میں ووٹ نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ آج بہت سارے لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔ 1970ء سے پہلے انکو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، یہ جمہوریت ہے کہ آج وہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ یہ one man, one vote کی طاقت ہے کہ آج وہ لوگ یہاں بیٹھے ہیں جو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم اس صوبائی اسٹبلی میں آکر بیٹھ جاتے۔ اس one man, one vote کیلئے خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی نے 14 سال قید با مشقت کاٹی ہے آج تو لوگ ایک دن بھی جیل میں نہیں گزار سکتے ہیں۔ جب وہ کرتے ہیں تو وہ پاؤں سجدہ ریز ہوتے ہیں وہ لوگوں کے پاؤں پڑ جاتے ہیں لیکن اُس شخص کی جس نے اس one man, one vote کیلئے جمہوریت کیلئے اُس نے اپنی پوری زندگی جیلوں کے اُس پارگزاری ہے ہم نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ ہم نے ووٹ کے

لئے قربانیاں دی ہیں۔ آج اسمبلی اُسکی مرہون منت ہے۔ اگر وہ ہمارے اکابرین ہمارے سیاسی کارکن وہ لوگ جیل نہ جاتے وہ پولیس کے ڈنڈے نہ کھاتے وہ جو ہیں نا صعوبتیں برداشت نہ کرتے تو آج اس ہاؤس میں کوئی نہیں ہوتا۔ میدم اپسکر! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم ہماری طلباء میٹرک کا متحان بھی ملتان بورڈ سے دیا کرتے تھے۔ یہاں بورڈ آفس بھی نہیں ہوتا تھا۔ لاہور بورڈ سے دیا کرتے تھے کوئی یونیورسٹی نہیں تھی۔ یہاں اکثر آفیسران تھے وہ باہر سے آتے تھے۔ آج یہاں ہمارے بہت سارے آفیسران بیٹھے ہیں جو یہاں پی سی ایس کر کے آج وہ 21 گریڈ تک پہنچ چکے ہیں۔ ان کی یہ آفیسری، یہ سب کچھ اُن شہداء کی مرہون منت ہے، اگر یہ one man, one vote ہوتا اگر یہ جمہوریت نہ ہوتی، اگر یہ صوبے بحال ون یونٹ کے بعد، ون یونٹ نہ ٹوٹایے صوبے نہ بنتے تو آج ان میں سے نہ کوئی آفیسر ہوتا۔ آج وہ پنجاب سے آفیسر یہاں ہوتے آج یہاں کوئی اسمبلی نہ ہوتی۔ آج وہ مغربی پاکستان اسمبلی میں پتہ نہیں کون کون پہنچ جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس طرح سازشیں کی جا رہی ہیں کہ جمہوریت کو ختم کیا جائے کسی نہ کسی بہانے لیکشن کو postponed کیا جائے۔ کیوں کیا جائے؟ ایک آئینی ضرورت ہے، آئین میں لکھا ہے، یہ کیا بہانہ ہے؟ کہ یہ اس بہانے کے پیچھے بھی امریت نواز قتوں کی ایک سازش ہے کہ آپ لاہیں ایک قرارداد اس اسمبلی کے فلور پر تاکہ اسمبلی کی آواز بنے کہ ہم نے۔ یہ دھبہ بھی ہم اپنے ماتھے لے لیں۔ ہم قطعاً یہ دھبہ اپنے ماتھے پر نہیں لیں گے یہ بدنمادغ اس اسمبلی کے تاریخ میں ہم بننے نہیں دیں گے کہ یہ اسمبلی قرارداد پاس کرے کہ آپ لیکشن postponed کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں ہم اس کو نہیں مانیں گے اور میرے فاضل دوست نے یہ قرارداد لائی ہے ان سے ریکوئسٹ ہے کہ وہ اسی میں ان کی خیر اور بھلانی ہے کہ وہ اپنی قرارداد واپس لے لیں۔

میدم اپسکر: جی یا سینیٹ بی بی لہڑی صاحبہ۔

محترمہ یا سینیٹ بی بی لہڑی: Thank you so much Madam Speaker. میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے ہمارے ساتھیوں نے بات کی، میں بالکل اس کو endorse کروں گی کہ ایسے موقع پر کہ جہاں پورے پاکستان میں یہ چرچے ہے کہ بلوچستان کے اندر غیر جمہوری قوتیں وہ بہت زیادہ سرگرم ہیں اور جو بھی اس پروگرام کو جمہوریت کو derail کرنے کا عمل ہو گا وہ بلوچستان اسمبلی سے ہی اس کا آغاز ہو گا۔ تو اس میں میرے خیال میں جیسے جواز پیش کیا ہو، بہت کمزور میں نہیں سمجھتی کہ ایک مہینے کے اندر کوئی الدین کا چراغ جو ہے ہم رکڑیں گے اور بلوچستان کی تقدیر بدل جائے گی، ابھی بھی بلوچستان 7 سالوں سے ہم سردیوں میں heater نہیں ہے۔ اور گرمیوں میں ٹکھے کے لیے ترستے ہیں۔ ایسا کون residential mechanism آپ کے پاس ہو گا کہ ایک مہینے کے اندر تمام اسکولوں میں ٹکھے لگ جائیں گے اور facility ہو گی، آپ کے جو ملکار ہیں ان کو سہولیات آپ فراہم کریں گے۔ وہ پروگرام اگر آپ ہمیں دیں تو ہمیں سمجھ آجائے

ورنہ یہ ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت کمزور جواز ہے، اس سے پہلے ہم بہت نام کما چکے ہیں جو سینٹ کا سلسلہ ہوا۔ اس کے علاوہ بھی جواہی مطلب process کو derail کرنے کے حوالے سے کہ ایک postpone ہونگے اس کے لیکل کشن کی یہ باتیں چل رہی ہیں کہ پورے پاکستان میں کہ اگر لیکل کشن دینے کی کوشش کی جائے گی تو وہ initiative بلوچستان اسمبلی ہی لے گی۔ تو اس بدنامی کو میرے خیال میں ہم اپنے سنبھیں لینگے۔ ایک مہینے میں مطلب کوئی بھی یہاں اتنا زیادہ ہمارا خیر خواہ نہیں ہو گا کہ ساری facilities وہ پہنچائیں اور ایکشن کو اس سمت میں ہم لے کر جائیں۔ اسی condition میں ہم ایکشن کرتے رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہی time ہے ہم جمہوریت کو جو قانون ہے اس کے مطابق ایکشن وہ time پر ہونگے۔ اس میں میں سمجھتی ہوں کہ جو عوام ہے ان کو حق رائے دہی کا موقع ملے گا۔ ماورائے آئین کوئی اس طرح کا اقدام وہ نہیں کریں گے جس سے جمہوریت کو نقصان پہنچے اور ہمارے لوگوں کا جو ایک dignified voting right ہے on-time ایکشن ہونے کا اُس سے ہم ان کو محروم نہ کریں۔ thank you so much

میڈم اسپیکر: جی زیارت وال صاحب!

قاائد حزب اختلاف: شکریہ میڈم اسپیکر! ہم تو سرفراز بھائی کے خدمت میں پشتہ ضرب المثل پہلے عرض کریں گے، translation نہیں ہو گی۔ (پشتہ کے ضرب المثل مشہور دئی کرے۔ پی چوری کشندی دی موڑ دئی یا چوری حلک دی موڑ دئی چی پر کو روئے گرزی مقصد دی نور دئی) بعد میں آپ کو بتا دوں گا جانے والے جان گئے ہیں سمجھنے والے سمجھنے گئے ہیں۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبانی امور: میڈم! please translation! کریں۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب آپ بتا دیں اُنہیں تاکہ اُنہیں پتہ چل جائے۔

قاائد حزب اختلاف: بابت بعد میں translation کر دیں گے۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبانی امور: نہیں نہیں میڈم۔

جناب عبداللہ بابت: چلیں اچھی بات ہے۔ مردی بات نہیں ہے۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبانی امور: نہیں نہیں اچھی یا مردی ہے، مجھے translation کریں گے، پھر میں بیٹھوں گا میڈم اسپیکر! اسپیکر صاحب آپ کر دیں یا کوئی اور کردے یا سیکرٹری صاحب۔ he has to talk me.

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے وہ کر رہے ہیں۔ چونکہ وہ خود بول رہے ہیں ہم اپنی طرف سے translation کریں گے وہ کہیں گے کہ اپنی طرف سے کر دی۔

قاائد حزب اختلاف: میڈم! اگر اسکو زیادہ اس کی وہ ہے، اُس کے پلے نہیں پڑے گا۔ بنیادی طور پر بات یہ ہے کہ قدیم

زمانے میں نہ بازار کی یہ جو پیک دودھ ہے، نہ یہ ملتے تھے نہ کچھ تھا۔ تو بچے پیدا ہوتے تھے، کچھ مائیں بچوں کو جو دودھ پلاتی تھیں وہ پوری نہیں ہوا کرتی تھی یا کچھ مر جاتے تھے تو پھر بچوں کو ایک گھر سے دوسرے گھر لے جاتے تھے دودھ پلانے کے لیے کسی اور ماں کے پاس۔ تو اُس پر یہ کہا ہے کہ بچے جو ہے وہ دودھ کا بھوکا نہیں ہے۔ تمہارا مقصد کچھ اور ہے جو تم دوسروں کے گھروں پر اس کو پھر ارہے ہو۔ تو سرفراز بھائی آپ کا جو مقصد ہے، یہ جزل ضیاء الحق قرآن شریف کی آیاتیں پڑھ پڑھ کے کہتا تھا کہ صرف 2 مینے کے لیے میں ایکشن ماتوی کرتا ہوں۔ اُس کے بعد ایکشن ہونگے۔ 11 سال تک وہ کرسی پر بر اجمن رہا۔ اور آخر ہوا میں اُس کے پر خچ اڑ گئے۔ یہاں جو بات ہے آئین کی، قانون کی اور ایکشن کی۔ پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے جو یہاں لکھ دی ہے سرفراز بھائی کہتے ہیں کہ اس میں لوگ حج پرجار ہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: amendment کر کے آئے ہیں دوبارہ۔

محترمہ یا سمین بی بی لہری: انہوں نے کہا کہ وہ justification کام نہیں دے گا، پھر دوسرا justification اس پر لایا۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں ایسا نہیں ہوا وہ۔

وزیر مکملہ داخلہ و قائمی امور: میڈم یا سمین لہری! don't cross talk میرے پاس بہت سارے know اور justifications کے کس نے کتنی جمہوریت کی خدمت کی ہے، کون کون راتوں کو ملتا رہا ہے، please مجھے چُپ رہنے دیں زیادہ بہتر ہے۔ ہر روز صحیح ناشتے کدھر ہوتے تھے اور کون جاتا تھا we know رحمت صاحب میرے دوست ہیں آپ بھی ہمارے دوست ہیں ہم نہیں چاہتے ہیں کہ خوانوادہ وہ والی باتیں یاد کروائیں یہاں دوبارہ۔

ڈاکٹر حامد خان اچنزا: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم اسپیکر: جی نہیں وہ تقریر کر رہے ہیں اس کے درمیان پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو موقع دو گئی آپ اپنی تقریر میں بات کریں۔ تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

محترمہ یا سمین بی بی لہری: نہیں نہیں جو سرفراز بھائی نے بات کی ہے اس کی explain کریں۔ مطلب یہ کہاں پر اور کیسے مطلب، سرفراز بھائی آپ اگر اسکو explain کریں۔ کون کون راتوں کو کیسے ملتے تھے مطلب۔

میڈم اسپیکر: یا سمین صاحب آپ بغیر اجازت نہ بولیں please cross talk continue! please cross talk اس کی صاحب اور گئی صاحب آپ لوگ اس کو نہ کریں۔ جی زیارت وال صاحب!

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! بات یہ ہے کہ ہمیں تو اسمبلی میں آج پہلی مرتبہ ایک اچنڈا 20 مرتبہ change کر

کے table ہونا، یا آپ کی custody میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ میں، جو میرے پاس آیا تھا اس میں جو کچھ لکھا تھا اور یہاں سے جب اجلاس برخواست ہو رہا تھا اس وقت جو میرے سامنے وہ چیز اور تھی اور اب جو آپ نے رکھا ہے میں نے اس کو touch بھی نہیں کیا ہے، پڑھا بھی نہیں ہے۔ اب یہ چیز کوئی اور ہے پہلے انہوں نے یہ plea لی تھی کہ لوگ حج پر جارہے ہیں، حساب کتاب نہیں لگایا تھا کہ حج والے کس مہینے جاتے ہیں اور حج کس تاریخ کو ہے۔ معاف ہے ان کے لیے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے لکھا تھا کہ اس مہینے میں سیالاب آتے ہیں۔ جولائی میں سیالاب آتا ہے اور اگر آپ پاکستان کی history لینے کے لیے۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور: میر اقرارداد جو table ہوا ہے اُس میں میں نے ایک plea لی ہے کہ موسم جو ہے وہ ہو گا، تو آپ لوگ اگر یہی cross talk کرنا ہے تو بسم اللہ کریں پھر پرانے جتنے مردے اکھاڑنے ہیں، میں اکھاڑنا شروع کرتا ہوں۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: آپ قرارداد واپس لے لیں بس۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور: کیوں واپس لوں آپ ووٹنگ کرائیں اگر آپ کے زیادہ ہو گے تو۔۔۔

قائد حزب اختلاف: نہیں نہیں نہ لیں کس نے آپ سے کہا کہ آپ لے لیں یا! نہیں آپ قرارداد لائے ہیں۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور: جو لایا ہے اُس پر بحث کریں۔

میڈم اسپیکر: آپ لوگ آپس میں بات نہ کریں۔ زیارت وال صاحب! اپنی تقریر کریں۔

قائد حزب اختلاف: ہمارے سامنے یہ نہیں ہے۔ یہ شہنشاہیت میں نے اسمبلی میں نہیں دیکھی ہے۔ سرفراز بھائی اس طریقے سے نہیں ہوا کرتا۔ آپ 10 منٹ میں چیز change کر کے یہاں رکھ دیتے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے؟ پر table نہیں تھا، یہاں سے جب ہم اٹھ رہے تھے سوا 7 بجے، table پر یہ نہیں تھا۔ اب ساڑھے 9 بجے ہم یہاں آئے ہیں، table پر کچھ اور پڑا ہوا ہے۔ ہم آپ کے ٹیبلوں کے ذمہ دار تو نہیں ہیں بابا! اگر آپ نے اسمبلی میں، یہ اسمبلی ہے، اس اسمبلی میں آپ کو ندامت سے یہ واپس لینا چاہیے۔ آپ ندامت سے اس کو واپس لیں، یہ بات ایسی نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! please آپ تقریر جاری رکھیں۔ یہ دونوں جو آپس میں کھڑے ہو کر باتیں کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ جی پہلے ان سے مخاطب تھے۔

قائد حزب اختلاف: میں آپ سے مخاطب ہوں آپ اس طریقے سے کون سے rules ہیں کون سے طریقے ہیں۔

میڈم اسپیکر: وہ آپ کی table تک نہیں پہنچا تھا۔

قائد حزب اختلاف: آپ مجھے سن لیں نا۔ قرارداد گورنمنٹ کی جانب سے تین دن پہلے آنا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: جی. جی۔

قائد حزب اختلاف: اب کتنے دن پہلے آیا تھا؟ اگر میں اُسکی کاغذ اٹھاؤں آپ کے سامنے رکھوں وہ تین دن پورے نہیں ہیں نمبر 1۔ اور دوسرا بات یہ ہے کہ آپ اسکو table کر کے لے آئے ہیں، اور تیسرا بات یہ ہے کہ آپ ایک گھٹے کے اندر آپ نے اُس کا مضمون change کر کے رکھ دیا ہے یہ کس بنیاد پر آپ نے رکھ دیا ہے، نمبر دو؟ نمبر تین بات یہ ہے کہ اس قرارداد کے ذریعے سے آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جمہوریت کی بستر کو لپیٹنا چاہتے ہیں۔ جو ہم کسی صورت اور حالت میں آپ کو یہ نہیں کرنے دیں گے۔ یہ بات غلط ہے اور جو کچھ یہ لے آئے ہیں غلط طریقے سے لے آئے ہیں۔ سرفراز بھائی کو ایکشن کیسٹن کے پاس جانا چاہیے تھا۔ وہاں درخواست دینی چاہیے تھی۔ اور ان کو اس بات پر مجبور کرنا چاہیے تھا۔ یہ گری صرف یہاں نہیں ہے کہ زیارت میں ہے یا ڈریہ بلڈی میں ہے پورے ملک می ہے۔ اور یہاں کی جو ایکین کیسٹن ہے وہ پاکستان کے موسموں کو بھی جانتا ہے، سمجھتا ہے اور ان سب کے ہوتے ہوئے آئینی تقاضے ہیں، آئین کے مطابق وہ آئے ہیں، آئین کے مطابق وہ ایکشن کرنے جارہے ہیں اور آئین کے مطابق ایکشن کرنے میں کوئی وہ نہیں ہے۔ تو اس طریقے سے انکو یہ لانا ہی نہیں چاہیے اور ہمارا تئیج تجربہ ہے کہ ایکشن مانوئی کرا کے پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کہاں چلا جاتا ہے اور یہ عام باتیں ہیں پاکستان کے اندر، وہ یہ ہیں کہ نواز شریف ایکشن جیت رہا ہے۔ interval، وقفہ دیں اور اسکو پیچھے دھیلیں، اسکو توڑیں، اُس کے لوگوں کو اُس کے آدمیوں کو توڑیں پھر ایکشن کروا ہیں۔ کیا یہ جمہوریت ہے؟ اور جو لوگ یہ لے آئے ہیں یہ خود اُس کی پارٹی کے لوگ تھے۔ جب ان کے ساتھ یہ بے وفائی کر سکتے ہیں اور بے وفائی میں ان کو کیا مشکل ہوگی۔ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ تو میڈم اسپیکر! ہم اس قرارداد کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ قرارداد غلط ہے۔ اور یہ قرارداد جمہوریت دشمن قرارداد ہے۔ اور بھائی سے ریکوئیٹ یہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی قرارداد واپس لے لیں۔ اور اس صوبے کو جس سکل سے انہوں نے دوچار کیا ہے خدا کے لیے یہی کیوں نہیں ہے کہ مذید سکل سے اس کو دوچار نہ کریں۔ یہ صوبہ ہے ہم سیال لوگ ہیں ہم اپنے سیالی میں اپنے غور میں اپنے حیثیت میں جورہ رہے ہیں اس حیثیت کو، صوبے کو، بادشاہ اطفال نہ بنائیں سیاست کو بادشاہ اطفال نہ بنائیں خدا کے لیے ہماری ریکوئیٹ یہ ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جو دھبے لگ چکے ہیں جو داغ ہیں وہ کسی بھی dry cleaner کی دُکان پر نہیں دھونے جاسکتے ہیں۔ یہ ہمیشہ کے لیے تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں۔ اور آپ یہ جو غیر جمہوری قرارداد، جمہوریت کے خلاف قرارداد لے آئے ہیں، اس قرارداد کو پوری ہاؤس سے میری ریکوئیٹ یہ ہے کہ جمہوریت پر حرم کھاتے ہوئے جمہوری آواز بن کے یہاں پہنچیں اور جمہور کی جو تقاضے ہیں، جمہور کی جو ضرورتیں ہیں اور جمہور نے حکمرانی کا جو حق دیا ہے، اُس کے حق ادا کرتے ہوئے آپکو اس بات پر جانا چاہیے کہ ووٹ عوام کا حق ہے اور ہم جیلوں سے، خون سے، قربانیوں سے یہ حق لے کر آئے ہیں۔ 7 اکتوبر کو یہ میں کیا ہوا تھا؟ 7 اکتوبر کو جو کوئی میں جلوس تھا جس میں ہمارے ساتھ 1983ء میں وہ جلوس

جمهوریت کے لیے تھامیڈم! ہم جمہوریت کے لیے باہر نکلے تھے۔ اور اس میں بہت سے اکابرین جیلوں میں گئے۔ جمہوریت چاہ رہے تھے۔ آج اس جمہوریت کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جا رہی ہیں for God sake میں سب دوستوں سے، یہ نہیں ہے کہ یہ میری ذمہ داری ہے سب کی یہ ذمہ داری ہے۔ حکمرانی یہاں عوام کی ہوگی اور عوام کی حکمرانی پر ہمیں فخر بھی ہے۔ اور عوام کی حکمرانی وہ بالکل ہمیں reject کریں، ہمیں ووٹ نہ دیں لیکن یہاں جمہور کی حکمرانی ہوگی۔ یہاں فیڈریشن ہوگی، یہاں پارلیمنٹ کے اختیارات ہونگے، یہاں صوبائی اسمبلی ہوگی، اس کی حیثیت ہوگی، کوئی نہ مانے، کوئی زور زبردستی کرے اتنا میں بتا سکتا ہوں کہ اُس کے متأجّب بر بادی کے ہوں گے۔ جن لوگوں کو اس پر انتخاب ہے کہ نہیں، ہم نے زیارت وال کو شکست دے دی ہے، زیارت وال ایک فرد ہے، صوبے میں اُس کی شکست تمہاری اپنی شکست ہے۔ جمہوریت کی شکست تمام صوبے کی شکست ہے۔ جمہوریت کو شکست نہ دیں، جس کو شکست آپ نے دینا ہے ہمت کریں سیال لوگ ہیں اس زمین کی مالک ہیں مالکوں کی حیثیت سے وہ کام کریں جو تمہارے ذمہ ہیں۔ وہ کام نہیں کریں جس سے کل آپ کو شرمندگی، جس سے کل آپ کی ندامت، جس سے کل آپ کسی کے سامنے نہ بیٹھ سکتے ہوں نہ بول سکتے ہوں، یہ داغ دھبے اپنے ماٹھے پر، اپنے کپڑوں پر نہ لیں۔ میری ریکوئیٹ یہ ہے کہ یہ قرارداد سب سے پہلے سرفراز بھائی سے جو بھی موسم ہے پورے پاکستان کو suit کر رہا ہے۔ اور جو بھی خدشات ہیں وہ خدشات سب کو معلوم ہے اور ان خدشات کے ہوتے ہوئے آپ یہ قرارداد واپس لے لیں۔ اور اس چیز کو اس طریقے سے جس طریقے سے کر رہا ہے۔ اگر پورا ملک اس پر آتا ہے اگر پورا ملک کہتا ہے ایکشن ہے بس ہم ایکشن میں چلے جائیں گے۔ اگر پورا ملک کہتا ہے اس کو پیچھے کریں پارلیمنٹ بھی موجود ہے اس وقت تک اور پارٹیاں بھی موجود ہیں، اگر وہ کہتے ہیں، ہم بھی اُس کے ساتھ چلیں گے۔ اُس طریقے سے جائیں گے لیکن ہماری اسمبلی سے کم از کم، پھر یہ قدوں صاحب سے بھی ریکوئیٹ ہے ٹریڈی ٹریڈ سے بھی یہ ریکوئیٹ ہے کہ آپ اس کو اس طریقے سے نہ لے جائیں۔ یہ ندامت، یہ شرمندگی اور یہ اس معنی میں خجالت اپنے اُس پر کم از کم آپ لوگ نہ لیں۔ اور یہ بات ہمیں پر رہنے دیں، اور اپنی قرارداد ہماری ریکوئیٹ یہ ہے کہ آپ واپس لے لیں، اس کو وہ نہ بنائیں اور بعد میں جو کچھ بھی ہوگا ملک میں، پورا ملک، ہم سے زیادہ گرمی والے علاقوں ہیں، وہ بھی اسمبلی کر رہے ہیں، ہمیں بھی اُس میں جانا چاہیے اور اس میں ہمیں ایکشن کرنا چاہیے۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: جی سرفراز بگٹی صاحب۔

وزیر داخلہ و قائمی امور: میڈم! There is a self explanation, because!

زیارت وال صاحب نے دو تین دفعہ میرا نام لیکر بات کی ہے اس طرح اسمبلی میں debate ہو بڑا مزہ آتا ہے۔ زیارت وال صاحب بڑی جس سنجیدگی کے ساتھ جس تحمل کے ساتھ بات کرتے ہیں اپنی بات ہمیں بتاتے because

ہیں۔ مجھے یقین ہے اسی حکوم کے ساتھ انکے باقی دوست۔ خود تو یہ ماشاء اللہ بڑے اپنے seasoned politiction ہیں اُن کے ساتھ جو دوست باقی ہیں وہ جذبائی ذرا جلدی ہو جاتے ہیں۔ میں جمہوریت کے لیے، جب یہاں dictator ہے، یہ 65 کا ایوان ہے۔ آپ میں سے کوئی ایک بھی missing person رہا ہے؟ اس جمہوریت کے لیے میں missing person رہا ہوں۔ جیل میں بھی گیا ہوں، جیل بھی میں نے کاملی ہے سردار عبدالرحمٰن person کھتیر ان گواہ ہیں کہ میں اُن کے علاقے میں جیل میں رہا اسی جمہوریت کی خاطر missing person رہا۔ اپنے 70 سالہ باپ کے ساتھ GHQ میں بند رہا۔ تو جمہوریت کی یادت کی بات ہوتی ہے اور جہاں سیالی کی بات ہوتی ہے، ہم اُس سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔ دیکھیں! یہ کوئی غیر آئینی، کوئی غیر قانونی کام میں نے کیا ہے۔ بینظیر بھٹو صاحبہ شہید ہو کیسی اُس کے لئے ایک مہینے postponed ہوئی کون سا آسمان گر گیا؟ تو ہم یہ کہہ رہے ہیں۔ اور پھر ہم پر یہ الزام، میں repeat کرتا ہوں کہ۔ اُس وقت زیارت وال نہیں تھے۔ زیارت وال صاحب! آپ نے، آپ کے دوستوں نے، آپ لوگوں نے یہ کہا پورے پاکستان کے میڈیا کے جو دوست تھے ہمارے انہوں نے کہا کہ جی یہ in House change آ رہا ہے یہ سینیٹ ایکشن کو sabotage کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ کیا سینیٹ کا ایکشن sabotage ہوا؟ اُس کے بعد کہا گیا کہ جی 10 دن میں آپ اسمبلی توڑ دیں گے۔ یہ میری آپ کی، ہم سب کی top of the conversation تھی تھی tongue。 کیا اسمبلی ٹوٹی؟ آج اسمبلیاں اپنی مدت پوری کرنے جا رہی ہیں نا۔ تو میں نے کوئی غیر قانونی غیر آئینی کام تو نہیں کیا یہ قرار داد لانا میر احتجت ہے۔ مخالفت کرنا آپ کا حق ہے۔ اُس کے بعد فیصلہ ہو گا۔ counting میں اگر دوستوں نے میر اساتھ نہیں دیا تو یہ reject ہو جائیگی۔ اور کیا آپ کو یقین ہے، میں تو ابھی تھوڑی دیر پہلے TV channel پر بھی ایک جگہ پر کہے رہے تھے۔ یہ صرف record پر لانے والی چیز ہے۔ اس کے علاوہ ہم 14 سو قرارداد دیں پاس کی ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ نے کرنی ہیں کیا وہ قراردادوں پر آج تک کسی نے عمل کیا ہے؟ آج تک کسی نے اُس پر عمل نہیں کیا ہے۔ تو یہ what i want to say کہ دوسری بات میڈم یا سینیٹ میں اہمی صاحب نے ہمیں مخاطب کر کے کہا کہ پہلے ہی ہم بدنام ہوئے ہیں۔ بھئی! بلوچستان نے کون سا غیر آئینی کام کیا ہے؟ کیا House change in لانا غیر آئینی کام تھا؟ کیا پاکستان کی دو main-stream political parties کے ساتھ مل کے بلوچستان سے چیئرمین سینیٹ لانا غیر آئینی کام تھا؟ غیر آئینی کام ہم نے نہیں کیا۔ کوئی غیر قانونی کام ہم نے نہیں کیا۔ اور ایسا بھی ہوا اس اسمبلی میں اگر آپ کہتے ہیں کھل کے ذرابت کرتے ہیں آپ لوگ کہتے ہیں کہ پیسے لیتے ہیں یا یہ پیسے لگاتے ہیں۔ تو حاصل بزرخ صاحب جب یہاں سے سینیٹ بنے، انکی پارٹی کا ایک بھی ممبر یہاں نہیں تھا۔ وہ کیسے سینیٹ بن گئے؟ ایک ممبر بھی اُن کی پارٹی کا اُس وقت نہیں تھا آپ سب لوگ اُس وقت بائیکاٹ پر تھے۔ جب میر حاصل بزرخ صاحب پہلی دفعہ سینیٹ بنے۔ جی جی گن کے دکھائیں، آپ لوگوں

نے، گزارش سن لیں please اس کے بعد میں آپ کو پورا حق دوں گا۔ میری گزارش سن لیں۔ آپ کی پارٹی نے public میں آکر بایکاٹ کیا کہ ہم پی کے میپ، نیشنل پارٹی، بی، این، پی (مینگل) ہم یہ جماعتیں الیکشن سے بایکاٹ کر رہی ہیں۔ آپ نے جب الیکشن سے بایکاٹ کر دیا۔ تو پھر آپ کا جو president ہے میرے بہت پیارے دوست ہیں میرے لیے قابل احترام ہیں میں ان پر personal comment کوئی نہیں دینا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ کیسے پھر یہاں سے سینیٹ کے ممبر بنے؟ بایکاٹ کے باوجود اسی اسمبلی سے، کیسے کیا جب انکی پارٹی کا ایک بھی ممبر نہیں تھا؟ تو کہنا کام مطلب ہے، بالکل آپ آپ کو پورے کا پورا حق ہے ہم چاہتے ہیں کہ اسمبلی کا ماحول اچھا ہو۔ آپ اپنی باری پر بولیں ہم اپنی باری پر بولیں گے۔ میڈم اپسیکر! تو ہماری، فیڈرل گورنمنٹ کو ہم نے پہلے 18 سو قراردادیں بھیجی ہیں لتنی پرانہوں نے عمل کیا ہے؟ جب record پر لانا چاہتے ہیں کہ میرے ووٹر زکو، ہمارے ووٹر زکو 50 ڈگری سینٹی گریڈ پر تکلیف نہ دیں۔ کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا، کوئی غیر پارلیمانی کام نہیں کیا، کوئی غیر آئینی غیر پارلیمانی کام اگر ہم نے کیا ہے تو ہم اس کے جواب دہ ہیں۔ شکر یہ۔

جناب عبداللہ جان بابت: میڈم اپسیکر۔

میڈم اپسیکر: نہیں ابھی باری ہے نہیں، آپ کو میں بعد میں وہ آپ بعد میں دے دیجھے گا۔ ڈاکٹر حامد اچھزی صاحب

floor is with you.

ڈاکٹر حامد خان اچھزی: میڈم! یہ نیا version میں جو change ہوتا رہتا ہے، ہر پانچ منٹ کے بعد یہ نیا change ہوتا رہتا ہے، ہر پانچ منٹ کے بعد یہ نیا version ہوتا رہتا ہے، ہر پانچ منٹ کے بعد یہ نیا table ہوتا رہتا ہے، کہ جی کیا ہے؟ میڈم اپسیکر: نہیں یہ ہر پانچ منٹ کے بعد change ہوتا ہے۔ یہ پہلے سے پڑا تھا، شاید distribution میں آپ تک پہنچا نہیں ہے۔ چونکہ دیکھیں! ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ پلیز میں نہیں کہہ رہی کہ یہ آپ کی ہے۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ ہماری ہے۔ میری بات سن لیں میں آپ کو بتا رہی ہوں یہ پہلے change ہو چکا تھا۔ چونکہ یہ مسلسل روزہ ہے، افظار ہے، پھر نئے Bills آرہے ہیں ہمارا اسٹاف بھی انسان ہیں، کبھی کوئی اس طرح کی mistake ہو جاتی ہے۔ آپ لوگ اتنا اس طرح ایک چیز کو issue بنادیتے ہیں۔ وہ آپ کے پاس پہنچ رہا ہے اب جنڈو وہ پہلے سے پڑا ہے۔ سب کی tables پر ہے، آپ دو کی tables پر نہیں ہے۔ جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچھزی: آپ کے لیے اسمبلی issue بن گئی ہے، ہم آپ سے کہہ رہے ہیں کہ جب آپ کو کہ آپ وہ کر دیں۔

میڈم اپسیکر: میں نے سیکرٹری اسمبلی سے کہہ دیا ہے کہ وہ آپ تک پہنچا دیں۔ جی مسٹر بابت! آپ کو موقع دیتی ہوں

اس کے بعد، آپ speech کرنے دیں پھر آپ نہیں آپ انہیں speech کرنے دیں۔ ابھی اس طرح کا ذرہ برا آپ لوگ ایک دوسرے کو جواب دیتے رہیں تو پھر مناسب نہیں ہے۔ میں آپ کو موقع دول گی نہیں لمبی تقریر ہونہیں سکتی ہے۔ ایک time ہے، تقریر کا نہیں، آپ اپنی تقریر کر چکے ہیں نا۔ آپ نہیں، پھر وہ ادھر سے explanation دیں گے، پھر آپ دیں گے نہیں میں آپ کو موقع دول گی لیکن تقریر کے بعد، جی بابت صاحب۔

جناب عبداللہ جان بابت: مہربانی۔ یہ آج جو قرارداد محترم وزیر داخلہ سرفراز خان بگٹی صاحب نے لائی ہے مجھے پہلے اس پروفوس بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسمبلی کا ممبر بھی سمجھتا ہے اور جمہوری آدمی بھی ہے اور پچھلے پانچ سال سے ہوم منستر بھی ہے۔ حقیقت میں یہ جو انتخاب کے لیے التوا کا انہوں نے لکھا ہے۔ یہ ایک بہت خطروناک عمل ہے اس سے پہلے ایوب خان بھی آیا تھا پھر جو بعد میں محترم ضیاء الحق صاحب آئے ضیاء الحق نے پہلے دن جو بھٹو صاحب کو مطلب کہا کہ بھی میں حکومت ایک مہینے میں واپس دی دوں گا۔ تو پھر وہ ضیاء الحق تقریر پا 11 سال اس ملک پر بھی مسلط رہا۔ جس کی وجہ سے آپ سب کو معلوم ہے، یہ غیر جمہوری قوتوں کا ہم لوگوں نے جائزہ لینا ہے۔ اصل میں یہ بات نہیں ہے کہ اُن غیر جمہوری، ابھی مطلب ضیاء الحق کا تو ہم خود ہماری پارٹی ضیاء آمریت کا شکار رہی ہے۔ ضیاء آمریت میں اس ملک میں آپ سب کو معلوم ہے کہ وہ کون کون سے طریقے نہیں اپنائے گئے لوگوں کو یعنی غیر یہ پوری دنیا میں آپ نے کہہ بھی نہیں سنا ہو گا۔ یہ لوگوں کو کوڑے مار رہے تھے سرعام۔ آیا ایک مہینے کے لیے، لوگوں کو کوڑے مارنے کے لیے، بگٹی صاحب! میری بات سنیں میں آپ کے دوستوں کی بات کر رہا ہوں۔ تو وہ جو ضیاء الحق تھا پھر یہاں رحیم الدین، جزل ڈائری، جمشید گورنر تھا۔ مطلب میں اُسکو آج ایک لفظ اضافی استعمال کروں گا وہ پنجابی استعمار تھا۔ استعمار وہ ہوتا ہے جو باہر سے آکر یہاں لوٹ مار کرتا ہے۔ تو یہ وہ رحیم الدین ہے آج ہم گورنر ہاؤس گئے تھے۔ ہمارا جمہوری وزیر اعظم آیا تھا، ہم اُس گورنر ہاؤس میں تھے۔ اس جزل رحیم الدین نے اور اُس کے ظلم تو آپ گن نہیں سکتے کہ جزل رحیم الدین کتنا ظلم شخص تھا۔ یہاں تک کہ یہاں لوگوں کو اُن کے دوار میں لوگوں کو چھانسیاں ہوئیں۔ آج بھی ہم ناصر اچھری کی چھانی نہیں بھول سکتے۔ یہ مارشل لاء نہیں جو ہمارا ساتھ وہ جیلیں تھانے وہ دوسری جو ہیں یہ تو عام چیز ہیں۔ تو یہ جزل رحیم الدین جو تھا اس نے ناصر اچھری کو، ڈاکٹر عنایت ناصر کو، ہمارے لوار الائی والوں کو جو ڈاکٹر تھے اُن سب کو اپنے دوار میں چھانسیاں۔ پھر یہی جو مارشل لاء تھا اس مارشل لاء میں مہنگائی، ہیروزگاری، بد امنی، یہاں تک کہ یہ کلاشکوف نہیں تھا اس کو لوگ نہیں جانتے تھے کہ کلاشکوف کیا چیز ہے۔ ہمارے ملائے میں ایک آدمی نے کلاشکوف لایا۔ تو کسی نے بولا چیز زنگوال گاؤں میں ایک ایسی بندوق آئی ہے جو بیک وقت 30 فائر کرتی ہے۔ کلاشکوف کو لوگ نہیں جاتے تھے۔ ہیروزن کو لوگ نہیں جانتے تھے۔ تو پھر اُس مارشل لاء کے بعد ضیاء الحق کے مارشل لاء میں یہاں ہمارے ساتھیوں پر، 7 اکتوبر کا واقعہ ہوا۔ ہمارے ساتھی شہید ہوئے یہی یہ وہ جو آج یہ ایک قرارداد ہے یہ آئی ہے یہ سادہ

قرارداد نہیں ہے۔ یہ ایسی قرارداد نہیں ہے۔ اور پھر میں بگٹی صاحب سے کہتا ہوں، آج تو بگٹی صاحب ایک اچھا اور انوکھا یہاں ایک فیصلہ بھی ہو گیا کہ اب آپ کے علاقوں میں تو زیادہ گرمی ہے۔ آپ نے تو ہمیں اپنے آپ سے تو دُور کر دیا۔ ہمارے علاقے میں تو ایسا موسم نہیں ہے، ہم تو خوشگوار موسم میں ہیں۔ ہمارے لیے جون، جولائی اور اگست کا کوئی فرق نہیں ہے ابھی تو ایک demarcation آگئی ایک تبدیلی تو آگئی۔ ٹھیک ہے نصیر آباد سے ہمارا کیا تعلق ہے جھلکسی سے ہمارا کیا تعلق ہے؟ لہڑی سے ہمارا کیا تعلق ہے؟ ہمارے جو علاقے ہیں وہاں تو اچھا موسم ہے، موسم کے لحاظ سے میں بگٹی صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ ہمارے جنوبی پشتوخوا کے موسم بہت بہترین ہے، وہ favourable ہے ایکشن کے لیے، اس حالت میں ہم اپنا ایکشن کر سکتے ہیں۔ تو یہ ضیاء الحق تھا۔ پھر اسکے بعد یہ مکار جزل مشرف۔ آج پوری دنیا میں، آج بے بس ہے۔ وہ اسد درانی پتھر نہیں کیا بلا ہے، یہ بھی ذات درانی ہے پتھر نہیں پٹھان ہے نہیں ہے۔ یہ جو اسد درانی ہے اُسکو تو بلا تے ہیں GHQ۔ ناکسی کی کوئی بہت ہے کہ جزل مشرف کو بلاۓ؟ دندناتا پھرتا ہے۔ لوگوں کو قتل کیا۔ سب لوگوں کو یہ جزل مشرف ایک امراؤں نے جا کر جھوں کو نکالا۔ پھر ان سب جھوں کو گرفتار کیا۔ آج ہمارے لوگ آج بھی جزل مشرف کی بات کرتے ہیں۔ افسوس ہے ابھی ہم لوگوں کو، ہمارے دوسرے بھائی جان ہیں ابھی پارٹی بنائی ہے آپ لوگوں کا قصور ہے ہمارا قصور تو نہیں ہے۔ وہ بولتا ہے وہ کیا بولتے ہیں اردو میں چٹ ملنگی پٹ بیاہ۔ پھر شادی۔ ابھی ایک دن میں تو نہیں ہو سکتی ہے شادی۔ بھائی خدار ابر گیکیدی میر صاحب! خدا کیلئے ہم بھی انسان ہیں۔ ہمیں بھی یہاں رہنا ہے۔ ہم نے بھی یہاں سیاست کی ہے۔ ہم نے یہاں جمہوریت کیلئے قربانیاں دی ہیں۔ آج ہمارا ایک آدمی اُدھر بیٹھا ہے۔ خدا سے ڈرو، اس طرح تو ہم نے بنگالیوں کو بھی باقا مال سمجھا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ ہم جو ہیں، یہ آج میری آواز نہیں ہے۔ یہ تمام پشتوں کی آواز ہے۔ پشتوں عوام مجھے یہ غیرت دلار ہے ہیں کہ اپنے ضمیر کے مطابق بات کریں۔ تم نے جو بات کرنی ہے۔ آج جو لوگ آئے ہیں کہ بھائی آپ لوگوں نے یہ پارٹی تبدیل کرنی ہے کیوں کریں؟ میرا اپنا مادر وطن ہے۔ میری اپنی زبان ہے۔ میری اپنی تاریخ ہے۔ میرا اپنا کلپھر ہے۔ مجھے پیار آتا ہے اُن بلوچوں سے جو اپنے وطن سے محبت کرتے ہیں۔ میں آفرین کہتا ہوں اُن بلوچوں کو لگر میں پشتوں ہوں افغان ہوں قطعاً اس بات پر compromise نہیں کروں گا جا چاہے دنیا کی جو طاقت آجائے کہ بھائی یہاں آج افسوس کی بات ہے ہمارے پشتوں نے بھی ہمارا ستھنیں دیا کتنی افسوس کی بات ہے۔ آج یہاں پر یہ بات ہو گی یہ میں روز کہوں گا جب تک میں زندہ ہوں۔ جب تک میری سانس ہو گی جب تک میرا ضمیر ہو گا میں یہ بات کرتا رہوں گا۔ اور تاریخ میں کرتا رہوں گا کیوں نہیں کروں؟ آج میری قوم کو لوگ اقلیت میں تبدیل کر رہے ہیں۔ آج میری قوم کیلئے لوگ ہمارے لوگوں کو یہ وسو سے پیدا کر رہے ہیں نہیں ہم بلوچ کی عزت کرتے ہیں ہم براہوئی کی عزت کرتے ہیں۔ ہم پنجابی کی عزت کرتے ہیں ہم نہیں ہیں بالکل نہیں آپ نے ایک نہیں کیا ایک نہیں اگر ایک ہے پھر ہماری تاریخی وطن سبی کا نام جو آپ سب کو

معلوم ہے۔

میڈم اسپیکر: مسٹر بابت! آپ قرارداد پر بات کریں۔

جناب عبید اللہ جان بابت: قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں نہیں نہیں جمہوریت یہ ہے جمہوریت معنی جو بھی لینن نے روس کو آزاد کیا۔ چون لاٹی نے چین کو آزاد کیا ہے۔ اس طرح نہرو نے انڈیا کو آزاد کرایا ہم ان ہیروز کو جو اپنے کو تم بھی اپنے قوم کیلئے لڑتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کیلئے لڑتے ہیں ہم اپنی قوم کے ساتھ ہیں۔ یہ جو قرارداد ہے ہم اس قرارداد کو کہتے ہیں مگری ٹھیک صاحب خُدا را چھوڑیں۔ آہیں میدان میں وہ لوگ جو لیکشن میں لوگوں کو جتوانا چاہتے ہیں۔ ادھر اسلامی میں one man one vote ہے لوگوں کا یہ خیام خیالی ہے گواہ نوالہ سے آیا ہوا آدمی ہمارے لوگوں کا ووٹ خراب نہیں کر سکتا ہے۔ جہاں والا حفیظ آباد والا ہماری اپنی قوم ہے میں دوفعہ منتخب ہوا ہوں۔ اپنے قوم کے بل بوتے پہ اپنے قوم کے ووٹ پہ نہیں تو غلط طریقہ ہے کہ آج اسلامی میں میں سرفراز صاحب کی عزت کرتا ہوں۔ میں وزیر اعلیٰ سے کہتا ہوں کہ نہیں لا ہیں خُدا را چھوڑیں آپ اپنی عمر دیکھیں میری عمر دیکھیں آپ کی تو بہت زندگی ہے خُدا کیلئے زندگی کو ملیا میٹ مت کریں۔ اس زندگی کیلئے اپنی تاریخ بنائیں اپنے لوگوں میں جاہیں دوسروں کو کیوں بولتے ہیں حبیب نالہ کے اُس طرف حبیب نالہ کیوں۔ حبیب نالہ والو! یہ سنیں یہ ایسا نہیں چلے گا۔ بابت کو ماریں مارو کتنے مارو گے آج آپ نے منظور کا نام لیا پھر یہ منظور پشتونوں کی آواز ہے۔۔۔ (مداخلت شور)

میڈم اسپیکر: cross-talk تو آپ لوگوں کی عادت ہے۔ cross-talk تو سارے ممبرز خود کرتے ہیں۔

جناب عبید اللہ جان بابت: آج پھر اس جمہوری انسان کا اُس عظیم انسانیت کا غریب عوام کا نام لیا منظور پشتون کا آج پھر بگٹھی صاحب نے نام لیا ہمیں اس پر غصہ آتا ہے۔ منظور ہماری قوم کا آدمی ہے۔ پشتون ہے۔ افغان ہے۔ سارے پشتون منظور کے پیچے ہیں کیسے منظور کو لوگ چھوڑیں گے ہماری آواز کو منظور ہماری آواز کو highlight کر رہا ہے۔

میڈم اسپیکر: پلیز windup کریں۔

جناب عبید اللہ جان بابت: ہماری قوم کو highlight کر رہا ہے منظور جو ہے۔ منظور کو ایسا منظور نہیں سمجھیں ایسا نہیں ابھی وہ جیسے بھی ہے منظور جوانوں کا پشتونوں کا لوگوں کا آواز ہن چکا ہے۔ آپ ادھر سے بولتے ہیں ہم غوث بخش بزنجو کی عزت کرتے ہیں۔ ہم بلوچوں کے ہیروز کی عزت کرتے ہیں۔ مگر ہمارے ہیروز کو لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا نہیں ہے کہ پاکستان میرا ہے۔ پاکستان کس کا ہے؟ پاکستان میرا ہے پاکستان میں نے بنایا۔

میڈم اسپیکر: آپ کا نام ہو گیا windup کریں۔

جناب عبید اللہ جان بابت: پاکستان کے لئے ہم نے فربانیاں دی ہیں۔ اور کل بھی میں بولوں گا۔ دیکھیں ایک تو

میرے ساتھ زیادتی یہ ہوئی ہے مجھے یہاں اسمبلی تین چار دن روکا گیا ہے۔ میں فور پہ کہتا ہے کہ میرا حق کاٹا گیا۔ میں نے اپنے علاقے کیلئے اُسی دن بھی میرا مائیک بند کیا گیا۔ یہ میں افسوس کرتا ہوں اپیکر صاحب! آپ سے کہتا ہوں میری آواز کو بند نہیں کریں وہ میری آواز کو چھوڑیں۔ یہ میری آواز میرے لوگوں کی آواز ہے۔ اس آواز کو چھوڑیں، مگر اُس دن میرا مائیک بند کیا کیوں کیا؟ میں نے کیا گناہ کیا تھا؟

میڈم اپیکر: مائیک بند کرنے کے باوجود آپ بول رہے تھے۔

جناب عبداللہ جان بابت: میں کہتا ہوں یہ قرارداد جو ہے بگٹی صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ قرارداد واپس لیں۔ یہ قرارداد منظور نہیں کرائیں کیونکہ یہ خطرناک چیز ہے۔ یہ ہمارے صوبے کی بھی بدنامی ہے۔ جس کو آپ لوگ بلوجستان کہتے ہیں۔ ہم بھی کہتے ہیں۔ مگر آپ لوگ خوش نہیں ہیں ابھی آپ لوگ بولتے ہیں کہ بلوج کریں بلوج کہنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ ہم لوگ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ بلوج صوبہ سزا داد سے زیادہ اگر ہم اس چیز کو کریں کہ پشتوں بلوج صوبہ۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ کے لئے غلط ہوگا۔ میں نہیں ہوں غلط۔ میں اپنے ادارے۔ آپ کون ہیں آپ نہ بلوج ہیں نہ پشتوں۔ تم کدھر سے آئے ہو اور میان میں پڑے ہو۔ تم نہ بلوج نہ پشتوں تم درمیان والا ہے۔ XXXXX۔ میں کا کثر ہوں میں بھی بلوج بن جاؤں۔ آج وہ یوسفی وہ بلوج نہیں بن گیا۔۔۔

میڈم اپیکر: آپ اپنی تقریر کو windup کریں۔۔۔ (مداخلت۔شور) جی رحمت بلوج صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوج: میڈم اپیکر! میرے خیال میں ہمارے معزز رکن سرفراز بگٹی صاحب نے اپنی تقریر میں ریکوئیٹ کیکہ منطق سے بات کریں اطمینان سے سُنیں اور اطمینان سے جواب دیں۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے۔ پتہ نہیں بلوجستان کی روایات کو جان بوجھ کر ہم سپوتاش کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر انسان کی ایک عزت نفس ہوتی ہے۔ ہم اُس کو اسکی جب عزت نفس کو جب گرا کیں گے تو ہم خود کہاں سے جھوہریت پسند ہونگے؟ ہم کہاں سے قوم پرست ہوں گے؟ ہم کہاں سے قوم دوست ہوں گے؟ پھر تو مجھ سے یہی سوال کیا جائے گا کہ ہم کسی قوم کی وجود نہیں مانیں گے پھر اپنے قوم کی کیسے claim کر سکتے ہیں۔ میڈم اپیکر! بابت اللہ میرے لئے قابل احترام ہے زیارت وال صاحب قابل احترام ہے ایک بات کو میں کلیئر کروں یہ بلوجستان اسمبلی ہے۔ وہ اپنی calculation کریں ہر کوئی اپنا صوبہ بنائے گا اپنا صوبہ بنالیں اس کا نام بلوجستان ہے یہ بلوجستان اسمبلی ہے۔ ہم ہر کوئی زبان رکھتے ہیں مُنہ میں اس کا مطلب نہیں کہ ہماری کمزوری ہے۔ یا ہم جواب نہیں دے سکتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈم اپیکر: زیارت وال صاحب! آپ کس کی اجازت سے بات کر رہے ہیں۔ آپ اپنی باری پر بات کریں۔ اُن کو بات کرنے دیں یہی تو آپ لوگوں کا رویہ ہے کہ آپ کسی کی بات سُننے نہیں ہیں۔ آپ لوگوں کی speech سب نے خاموشی

سے سُنی ہے۔ آپ بھی پلیز تشریف رکھیں۔ آپ اپنی باری پر بولیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میر رحمت علی صاحب بلوچ: میدم اسپیکر! جان بوجھ کر بد مرگی پیدا کی جا رہی ہے اسیملی کے اندر ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کیونکہ میری روایت میری تاریخ اس چیز کی گواہ ہے ہم نے اپنے بھائیوں کی طرح اپنے ہمسایوں کو عزت دی ہے۔ ہماری روایت ہے اب کوئی آ کر بلوچستان کو تقسیم کر رہا ہے اس طرح نہیں ہو سکتا۔ آپ سودفعہ صوبہ بنائیں ہم آپ کی حمایت میں ہیں آپ جہاں سے بنائیں آپ قرارداد لائیں گے ریفرنڈم کراوائیں گے ہم آپ کی حمایت میں ہیں اس چیز کی clarification دوسری بات یہ ہے میدم اسپیکر! افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ ہمارے بہت سارے معزز دوستوں نے کئی دفعہ ٹویٹر یوز میں آج اسیملی فلور پر کہ میر حاصل خان نے کہاں سے ووٹ لیا ہے؟ میر حاصل خان نے بلوچستان کے اُن باضمیر ممبرز سے ووٹ لیا تھا جن لوگوں نے اپنا ووٹ نہیں بیجا تھا۔ اب بار بار ہم سے کیا explanation چاہتے ہیں؟ جن لوگوں نے 2009ء میں ووٹ نہیں بیجا تھا بلوچستان اسیملی کو منڈی بنانے سے بیجا تھا۔ تو ابھی ہم بار بار اس طرح کی چیزوں کو اٹھا کر لائیں یا چھپی بات نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دیکھیں ہم، جس کے پاس ناشتے کے لئے جاتے ہیں، وہ میرے ملک کے ادارے ہیں، میں آپکی پاکستان کی بات کر رہا ہوں، مضبوط جمہوری پاکستان کی بات کر رہا ہوں یہ طعنه نہیں ہے کہ لوگ ہمیں دینگے کہ ہمیں پتہ ہے کہ کون سی ایم شپ کیلئے کدھر گیا؟ جس سی ایم کے پاس اکثریت ہوئی ہے جمہوری processes سے اسے a قائد ایوان serve کیا ہے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے ایک سوال میں رکھتا ہوں اس فلور پر کیا آئیں پاکستان کی حلقہ کوئی اگر روگردانی نہیں کرے اُس کو یہی الزامات دیتے ہیں۔ کیا ہم انڈیا میں RAW کے پاس جا کر ناشتہ کیا رات کو کھانا کھایا ہے۔ یا پاکستان کے اداروں کے ذمہ داروں کے ساتھ بیٹھ کر کھایا ہے۔ میں ملک بھی گیا ہوں آج بھی جاؤں گا۔ پرسوں بھی جاؤں گا۔ میر امک ہے۔ میرے ادارے ہیں مجھے جانے سے کوئی نہیں روک سکے گا لیکن ہم بڑے دباری سے سیاسی جمہوری چیزوں کو، یہ ایک آئینی مسئلہ ملک کا، ملک میں آئینی بحران آیا گا جب غیر جمہوری قوتیں سرگرم ہوں گے۔ ہم ان چیزوں کو سوچیں، آپ کے ملک میں تین چار بطبقات ہیں۔ سول سو سائٹی ہے، پولیکل فورس ہے ہم ان چیزوں کو دیکھیں۔ کیا حالت ہے ہماری آج دنیا میں ہماری کیا face ہے ہم کیا منہ دکھار ہے ہیں کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے اس ملک میں آج اس جون کے مہینے میں ہم پر کتنے sanction لگنے والے ہیں اُس کو ہم سوچ نہیں سکتے ہیں اٹھیشلنی کیونکہ ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم اُس پاکستان کو جنم دیں جہاں ایک جمہوری نظام مضبوط ہو۔ جہاں لوگوں کو رسانی ہو، عوام با اختیار ہو، تو انہی الفاظوں میں ہمارا حق ہے کہ منطق کے ساتھ ہم اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ لیکن کسی دوست کا یہ حق نہیں ہوتا ہے پھر بولے کہ فلاں بندہ اقتدار کیلئے ادھر گیا ہے جب اقتدار میں معاملات ہوئے ہیں تاریخ گواہ ہے کہ اُن معاملوں کو اس وقت پر ایک گھنٹہ زیادہ نہیں گزرا تھا ہم نے پورا کیا تھا۔ اور میر حاصل خان کو ووٹ دینے والے

ممبران کی نام اگر آپ اجازت دینے میں بتا دوں گا۔

میڈم اسپیکر: نہیں مناسب نہیں ہے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: پھر ان سے پوچھیں یہ دوست کہ بار بار ٹی وی فلور پر کہتے ہیں کہ حاصل خان نے ووٹ لیا۔ سردار اسلام بزنجو نے ووٹ دیا اسلام بھوتانی نے ووٹ دیا تھا جمل کلمتی نے ووٹ دیا تھا ظہور بلیدی نے ووٹ دیا تھا۔ جعفر خان مندوخیل نے ووٹ دیا تھا، نواب ثناء اللہ خان زہری نے دیا۔ سینئٹ ووٹ رقیہ ہاشمی صاحبہ نے دیا تھا۔ میں ان ممبران کا آج بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری پارٹی کے صدر کو ووٹ دے کر سینئٹ تک پہنچایا اُس نے بھرپور انداز میں ایوان بالا میں بلوچستان کی نمائندگی کی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you۔ جی ڈاکٹر حامد اچزنی۔

ڈاکٹر حامد خان اچزنی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ اسپیکر صاحبہ! بڑی مہربانی کر آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ میں آپ سے درخواست کروں گا، کیونکہ اسی فلور پر معزز رکن نے کہا کہ یہ پچھلے والے گرمی والے اور روزے والے اور فلاں والے، یہ میرے الفاظ نہیں تھے۔ یہ کس کے تھے؟ یہ جو صحیح ادھر پڑا تھا، وہ کہتا ہے یہ میرے نہیں ہیں یہ ج والے، یہ فلاں۔ یہ کس کے تھے؟ آپ اس کی انکوارٹی کریں۔ صحیح کچھ لکھتے ہیں اور شام میں کچھ لکھتے ہیں اور آپ ان پہلے والے کو بھی ہاں کرتے ہیں اور سینئٹ نائم والے کو بھی ہاں کرتے ہیں یہ روشن اسمبلی میں کبھی قابل برداشت نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچزنی: اُس نے انکار کیا کہ میرے الفاظ نہیں ہیں۔ پھر آپ اپنے سیکرٹریٹ سے پوچھیں، یہ ریکویٹ ہے۔ یہ اسمبلی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ آپ اپیچج کریں گے ابھی یا؟

ڈاکٹر حامد خان اچزنی: دوسری بات، یہ میں تو آپ سے ریکویٹ تھی کہ اس طرح نہیں چلایا جاتا ہے ہاؤس۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے noted۔

ڈاکٹر حامد خان اچزنی: دوسری بات یہ ہے کہ اس قرارداد پر اس کو ہم قطعاً برداشت کرنے کی قابل نہیں ہیں۔ اُس دن بھی میں نے کہا کہ آ مریت اور جمہوریت کی جنگ۔ ابھی آ مریت اتنی طاقتور تھی کہ ہم بیچارے جب one man vote one man گنتے تھے۔ ہماری جگہ چودہ سال جیل۔ ہم جب پارلیمنٹ کا مطالبہ کرتے تھے تو ہمیں ہندوستان کا غدار اور پاکستان کا غدار کہا جاتا تھا۔ ہم جب یہ تمام مراحل پشتون، بلوچ، سندھی اور جمہوری پنجابی، ان مراحل سے گزر کے، ہم نے ووٹ بھی لایا، پارلیمنٹ بھی لایا، جمہوریت بھی لائی، دنیا جہاں کی قربانیاں دے کر کے، ابھی بات یہ ہے کہ اتنے کمزور ہو گئے

ہیں یہ آمریتی قوتیں کہ جی postpone کریں اور وہ کریں بھائی! postponement کا ہمیں پتا ہے، ہم یہ خبر ادار کرنا چاہتے ہیں کہ ایوب خان، یحیٰ خان، ضیاء الحق اور مشرف پر 9 جوں کا فیصلہ ہے کہ یہ مرتكب ہو رہے ہیں، ہوئے ہیں، ہآئینی معابرے کے، they should be tried for treason. پھر کہا گیا ہے کہ وہ تین تواللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ ایک مشرف رہ گیا ہے، وہ بیچارہ بھاگ گیا، ہمیں پاکستان عزیز ہے، ہمیں جمہوریت عزیز ہے، ہمیں ایکشن عزیز ہے۔ لیکن مل، پرسوں آپ نے ٹوی کے talk show میں نہیں سنا کہ ضیاء الحق کے قتل کو امریکہ نے بھی کلیم کیا اور شیاء نے بھی کلیم کیا۔ ایک نے کہا ہم نے کیا ہے، دوسرا نے کہا ہم نے کیا ہے۔ ہمیں خدا کی قسم اپنے جریل عزیز ہیں، خدا کی قسم ہمارے اپنے فوجی ہمیں عزیز ہیں۔ یہ ان غیر جمہوری قوتوں سے مبراہو جائیں۔ اسی طرح behave کریں، جس طرح پاکستان، دنیا کے اور بھی افواج کرتے ہیں، یہ تو نہیں ہو سکتا ہے اگستو پونچے جلی کا، فریڈن ما رکوس، یہ فلپائن کا، سہارتو، اندونیشیا کا، جنوبی کوریا والا، انکے fate کو آپ دیکھ لیں۔ ان کی کیا بنی، میں نیشنل اسمبلی میں تھا اختر عبد الرحمن کا بیٹا بھی بیٹھا تھا، ضیاء الحق کا بیٹا بھی بیٹھا تھا۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ بیچارے مفت میں یتیم ہو گئے۔ مفت میں یتیم نہیں ہوئے، وہ جمہوریت کے راستے میں رکاوٹ تھے، دنیا اُسکو جمہوریت کے راستے پر لانا چاہتا تھے۔ وہ نہیں آنا چاہتے تھے۔ میں بڑا شکر گزار ہوں میڈم! ہمارے کمانڈر انچیف باجوہ صاحب نے فرانس میں اور جمنی میں یہ بات کہی کہ ضیاء الحق اور مشرف نے پاکستان کو بدنامی میں دھکیلا۔ ہم آپ لوگوں کے مفادات کیلئے جب جہاد کے نام پر یہاں فساد کیا، آپ لوگوں کی مفادات کیلئے، یہ جزل باجوہ صاحب نے نام لیکر کہا کہ انہوں نے پاکستان کی سُکنی کی، پاکستان کو سلسلے کا ڈھیر بنایا، پاکستان میں ہیر و نکل پھر لے کے آئے، پاکستان میں writ of state کو بیٹھے۔ انہوں نے غلطی کی تھی۔ اگر انہوں نے غلطی کی تھی۔ باجوہ صاحب کہتے ہیں۔ تو پھر یوڑن ہونا چاہیئے۔ پھر جمہوریت کے راستے پر جانا چاہیئے۔ ہم یہ ڈست بستہ ریکوئست کریں گے کہ جمہوریت کو ہم مبارکباد دیتے ہیں۔ آج شاید آخری دن ہے اسکا۔ پاکستان کے عوام کو کہ ہم نے اپنے سرکی بازی سے، شہادتوں سے، جیلوں سے، قربانیوں سے، یہ دوسرا دور ہے، پانچ سال ہماری اسمبلیاں پوری کر رہی ہیں۔ یہ کریڈٹ جمہوری قوتوں کو جاتا ہے۔ بلوج، پشتون، سندھی، سرائیکی اور پنجاب کی جمہوری قوتوں کو۔ ابھی یہ جنگ پنجاب میں داخل ہو چکی ہے۔ اور وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ فوج کا آئینی وسیائی role نہیں ہونا چاہیے۔ ابھی ساری قوم یہ کہتی ہے۔ ہم ڈست بستہ ریکوئست کرتے ہیں کہ خدارا! ہمارے جو جریل صاحب ہیں، ہمارے جو وہ فوجی وہ کر لیں اپنی fate کو، ضیاء الحق کی طرح، مشرف کی طرح، یحیٰ خان کی طرح اور بنگال میں کیا کیا انہوں نے؟ اور ایوب خان کی طرح نہ بنائیں۔ لب جمہوریت، سب سروvent ہوں۔ چیف ایگزیکٹیو جو پرائم منستر ہوتا ہے پارلیمنٹ کو بالا دست ہونا چاہیے۔ one man one vote ہونا چاہیے۔ اس کو ہم اپنی افواج سے، اپنی تمام سیکوریٹی، اُس سے ہم ریکوئست کرتے ہیں کہ

بھائی بالکل آپ اپنے چارج میں بحیثیت سیکورٹی پرنسل، ایکشن کو وہ کر دیں۔ دوسرا بات ملک بدترین دہشتگردی کا شکار ہے، repeat ابدترین دہشتگردی کا شکار ہے۔ اور کس نے ٹرینڈ کئے ہیں؟ ہماری آرمڈ فورسز نے ٹرینڈ کئے ہیں؟ اختر عبدالرحمن نے کیا ہے؟ ضیاء الحق نے کیا ہے؟ فلاں نے کیا ہے؟ وہ ہر ایسے غیرے، اب جو اسکو پانچ میلے زیادہ دیں وہ پاکستان کے خلاف استعمال ہو سکتے ہیں۔ ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ بھائی اپنے بنائے ہوئے کچھ پسندیدہ دہشتگرد ہیں، کچھ ناپسندیدہ دہشتگرد ہیں۔ بھائی! دہشتگرد ہوتے ہیں، اپنے عوام کے فضلے جمہوریت کے اُسمیں آ جائیں، جمہوری اداروں کا ہم across the board ہم، ہماری گورنمنٹ نے اور موجودہ گورنمنٹ بھی اسکا حصہ ہے، ہمارے اس پانچ سالہ گورنمنٹ نے اس ملک کو امن دیا۔ کس طرح دیا؟ جب یہاں دھماکہ ہوتا تھا، جب وہاں بندے مرتبے تھے، شیعہ سنی کا جہاد جاری تھا، واحد ہم قوت تھے، باقی مذہبی جماعتیں حکومت میں ہوتے ہوئے اس کی تردید نہیں کر سکتے تھے۔ اس دہشتگردی کی تردید نہیں کر سکتے تھے۔ اس گورنمنٹ نے نواز مسلم لیگ، نیشنل پارٹی، پشتو نخواہی عوامی پارٹی نے یہاں اپنی فورسز کی، اپنے پولیس کی، اپنے اُس کی حمایت جاری رکھی۔ کوئی نہ چمن شاہراہ پر کوئی مائی کالال سفر کرنیں سکتا تھا۔ کوئی کراچی خضدار اور ادھر کوئی چمن یہ اسکو safe کیا۔ ہم دہشتگردی کے متعلق across the board ہم اپنی فورسز کے ساتھ ہیں۔ لیکن جمہوریت کو derail کرنے میں ہم نے نایوب خان کامانا، نہ تیکی خان کامانا، نہ ضیاء الحق کامانا بلکہ ضیاء القاتل کہنا چاہیے، نہ مشرف کا مانا، بلکہ 1947ء سے لیکر 1958ء تک جتنے بھی غیر جمہوری قوتیں تھیں وہ ہم پابند سلاسل رہے ہیں۔ ہم اس غیر جمہوری قوتوں کو نہیں مانتے تھے۔ ابھی پھر شاید کسی کو امید ہو، یہ امر یکن بڑے خطرناک، بڑے ظالم لوگ ہیں، ہمارے بارڈر پر کھڑے ہیں۔ پرتوں رہے تھے عراق کو، اُسکو بر باد کر رہے تھے۔ پرتوں رہے تھے۔ لیبیا پر اسکو بر باد کیا، پرتوں رہے تھے۔ شام کو بر باد کر دیا۔ ابھی ایران کی باری ہے۔ خدا کیلئے ایسا نہ ہو کہ ہمارے ملک کی باری آئے۔ ایسا نہ ہو کہ ادھر اس خط میں سعودی عرب اور ایران، ابھی سعودی عرب اور اسرائیل اور امریکہ ایک یونٹ ہیں تینوں، ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارا خط میں جنگ بن جائے۔ ویسے بھی ہم افغان چالیس سال سے اس دہشتگردی کا شکار ہیں۔ جہاد کے نام پر، اسلام کے نام پر سنی مسلمان، شیعہ مسلمان، سنی کافر، شیعہ کافر، ہم across the board ہم اس قرآن مجید کے اس آیت کے تابع ہیں کہ رب العالمین، خدا پاک کہتا ہے، میں عالمین کا رب ہوں۔ تو نہیں کہا ہے کہ میں مسلمین کا رب ہوں۔ عالموں کا رب ہوں تو شیعہ کا بھی ہے، ہندو کا بھی ہے، عیسائی کا بھی ہے اور فلاں کا بھی ہے۔ اور پھر خدا پاک کہتا ہے کہ میں شرق الغرب کا خدا ہوں یہ نہیں کہا میں مسلمان کا ہوں۔ دوسرا اشرف الخلوقات، ہم انسان جو ہیں اشرف الخلوقات ہیں یہ نہیں کہا ہے کہ مسلمان اشرف الخلوقات ہیں افغانستان کو بر باد کرنے کیلئے دہشتگرد یوں کو بڑھانے کیلئے شیعہ، سنی، فارسی، پشتو، فلاں اس دہشتگردی میں ہم دنیا جہاں میں بہت بدنام ہو چکے ہیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ یاکین بی بی لہڑی، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

میڈ چیئرمین: پلیز windup کریں ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: please i will do it. اور کتنا بدنام ہو چکے ہیں کہ اس ملک میں ڈیشٹریوری ہے ہمارے اس پشتون، بلوج صوبے میں، ہماری روایات پاماں ہو رہی ہے پشتون، بلوج 80% غربت کی لکیر سے نیچے آگئی ہے۔ اس سے زیادہ ہمارے ایگرو اکانومی ہے، پانچ گھنٹے بھلی ملتی ہے، پانی سوفٹ کی بجائے ابھی سات سوفٹ پر آتی ہے۔ یہ ہیں وہ مسائل، یہ فساد، جہاد کے نام پر کرنا، کسی ملک میں مداخلت کرنا یا کسی اور ہمارے ملک میں بہانہ بنانا۔ تو یہ ہے عدم مداخلت، ہمسائے کیسا تھا نہ صرف ابجھے تعلقات بلکہ trade-relations ہونے چاہیے۔ میں پہلے بھی اس اسمبلی میں کہہ چکا ہوں۔ ہم انڈونیشیا گئے تھے۔ وہ انڈونیشیا والے کہتے تھے کہ ہمارے billions of dollars کا کاروبار ہے ملائیشیا کیسا تھا، جاپان کیسا تھا، آسٹریلیا کے ساتھ، فلاں کیسا تھا، ہم جب واپس نکلے پی اینڈ ڈی اور فناں والے، جب اُس میٹنگ سے نکلے انڈونیشیا میں، ہم نے دیکھا کہ ہم سب کے ساتھ نہ ہندوستان کیسا تھا تعلقات ہیں، نہ افغانستان کیسا تھا ہیں، نہ ایران کیسا تھا ہیں، بھائی! ہم کہاں جا رہے ہیں؟ خارجہ پائیسی کوتبدیل ہونا ہو گا ملک میں جمہوریت ہو گی۔ اس بیان پر ہم ریکوئست کرتے ہیں اپنے سی ایم سے کہ بھائی آپ کی توجہ چاہیے۔ آغا صاحب! آپ کو دچپی نہیں ہو گی آپ کو جزل باجوہ کا انتظار ہو گا، ہونا چاہیے، میں آپ سے ریکوئست کرتا ہوں ان کو سننے دیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈ چیئرمین: آغا صاحب پلیز۔ آپ cross-talk نہیں کریں۔ آپ دوسرے مائیک سے نہیں بول سکتے آغا صاحب۔ ڈاکٹر صاحب آپ windup کریں۔

آغا سید محمد رضا: آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: کونسے الفاظ آپ کر رہے تھے۔

میڈ چیئرمین: آغا صاحب آپ چیئرمین مخاطب ہو کے بات کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: آپ نے اس اسمبلی میں کہا کہ ہم کسی کو نہیں مانتے جمہوری حکومت کو، ہم باجوہ صاحب کا انتظار کر رہے ہیں۔

آغا سید محمد رضا: بالکل نہیں قطعاً نہیں۔ جو جزوں کے کندھوں پر بیٹھ کے آئے ہیں ان کا ساتھ تو آپ دے رہے ہیں۔ یا اپنے الفاظ واپس لیں گے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: سوال نہیں پیدا ہوتا ہے، کمال کرتے ہو۔

آغا سید محمد رضا: تو پھر میں بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ ان کیسا تھے ہیں جو کہ۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈیم چینر پرسن: آج پہلے ہی ہمارا جو اسمبلی ہے وہ بہت مچھلی بازار کی تصویر پیش کر رہا تھا اب kindly، ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی speech کریں۔۔۔ (مداخلت۔شور) آغا بھائی۔ نصراللہ زیرے صاحب! آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ نصراللہ صاحب فلور آپ کے پاس نہیں ہے۔ آپ kindly بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) میں آپ دونوں سے رکیوں مکمل ہوں آج ویسے ہی ہم نے جوابنے۔۔۔ (مداخلت۔شور) مائیک بند نصراللہ زیرے صاحب! آپ kindly اسمبلی کے تقدس کا خیال رکھیں آج جو ہے مطلب مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے کہ ہم اسمبلی ہاں کے اندر behave کر رہے ہیں ہم بالکل کسی طرح نہیں لگ رہے ہیں کہ ہم parliamentarian mature یا politician ہیں۔ آپ kindly اسمبلی کے تقدس کا خیال رکھیں۔ جی آپ اپنی speech کو windup کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچنزی: ضیاء الحق قاتل نے ایک دو مہینے کے لئے وہ postpone کر کے دس سال بیٹھا رہا اور اپنا وہ کھو بیٹھا۔ یہی حرکت مشرف کیا۔ ابھی وہ گھر آنہیں سکتا ہے یہ جو بات یہ ہے محترمہ! یہ ہماری اسلامی روایات ہیں۔ حضرت عمر اسلام کے شکر میں بہت دیر سے داخل ہوئے۔ تو اسی طرح جس طرح بڑے بڑے سارے خلیفہ۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈیم چینر پرسن: آپ kindly windup کر لیں ڈاکٹر صاحب speech کو کافی تکم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچنزی: ایک فقرہ پورا کرو گیلو صاحب! ایک فقرہ۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈیم چینر پرسن: اگر یہ please، اپنی speech وانتہاً آپ کر لیں گیلو صاحب! پھر آپ کو موقع دوں گی۔

میر محمد عاصم کر گیلو: آج آخری اجلاس ہے اسمیں یہ ہونا چاہیے تھا ہمارے ڈاکٹر صاحب بیٹھ میں بھی رہے ہیں ہمارے تمام معزز ادھرا چھپی طرح پیار و محبت سے با تیں کریں۔ پارلیمانی لینگوچج سے صبح سے یہ کیا ہو رہا ہے محترمہ۔ یہ تو میں جیران ہوں۔ یہ سال کا آخری پارلیمانی اجلاس ہے۔ اسمیں ممبران یہ بیٹھ کے وہ کریں آوازیں کس رہے ہیں۔ ایک دوسرے پرالزامات لگا رہے ہیں۔ یہ تو نہیں ہونا چاہیے تھا ڈاکٹر صاحب۔۔۔ (مداخلت۔شور)

ڈاکٹر حامد خان اچنزی: میں گیلو صاحب! یہ بات کرتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈیم چینر پرسن: thank you بابت لا لاصاحب وہیں آپ بیٹھ جائیں آپ بغیر اجازت اٹھ کے جو ہے مطلب بالکل مائیک کو capture کرتے ہیں۔ اس طرح سے آپ نہ کریں۔

میر محمد عاصم کر گیلو: فلور جب ایک کو ملتا ہے دوسرے خاموشی سے سنیں۔ یہ اسپیکر کی ذمہ داری ہے۔

میڈیم چینر پرسن: بالکل۔

میر محمد عاصم کرڈیلو: جب آپ ایک کوفلور دے دیتے ہیں باقی سنیں۔ اس کے بعد اس کا نمبر آیا گا۔ صبح سے پہنچنیں کیا سے کیا ہو رہا ہے ہمیں تو بالکل۔۔۔ (مداخلت) پانچ سال مکمل کئے باعزت طریقے سے۔۔۔ آپ خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہماری اسمبلی پہلے تو اسمبلیاں چودہ مہینے، سولہ مہینے 32 مہینے سے زیادہ نہیں رہتے تھے ان کو پھر شکر کرنا چاہیے کہ یہ ایک معزز انداز میں آخری اجلاس ہو رہا ہے ایک دوسرے کو وہ respect دیں اُس کے بعد وہ کریں۔

میدم چیئرمین: ٹھیک ہے جی thank you جی ڈاکٹر صاحب! آپ وائس نیڈ آپ کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: میں وائس نیڈ آپ اس طرح کروں گا۔ میں نے پاکستان کی بائیس کروڑ عوام اور تمام اسمبلی کو میں نے مبارکباد دی کہ ہم نے آمرانہ قوتوں کے مقابلہ کرتے کرتے یہ دوسرا اڑرم ہے کہ ہم پورا کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آگے بھی کریں گے۔ تو یہ ریکووٹ ہے معزز رکن سے کہ اس سے مبراہوجائیں ایکشن ہونے دیں۔ ہم جمہوری لوگ ہیں۔ ہمارا جمہوریت پر ایمان ہے۔ one man one vote اور پارلیمنٹ کی بالادستی پر ایمان ہے اور فوجوں کا پاکستان کی سیاست میں سیاسی رول نہ ہونے پر ایمان ہے۔ خدا حافظ۔

میدم چیئرمین: جی thank you so much جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: thank you میدم چیئرمین! سب سے پہلے تو میں شبوزیٰ صاحب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے بلوج اور پیشون والوں سے نکال دیا ہے کھیتران بنا یا مجھے کھیتران ہونے پر خوش ہے۔ I am کھیتران۔ میراخون کھیتران۔ یہ بلوچستان میرا وطن۔ اس وطن کا میں قربان۔ میں اتنا ہی کہوں گا شبوزیٰ صاحب کو باقی اس کی آگے مہربانی۔ جہاں تک سوال ہے یہ جو قرارداد لائی گئی ہے میدم چیئرمین! ٹیکنیکلی اگر اسکو بیکھیں۔ میں، میرا علاقہ، میرا وطن، اگلے چوبیس گھنٹے میں تیار ہے ایکشن کے لئے۔ اگر کوئی کرنا چاہے۔ لیکن معروفیٰ حالات، اب ڈاکٹر صاحب سب کو کارروں سکھاتا ہے، بیچ سے چل کے جانا یہ اسمبلی کے روز کے against ہے میدم چیئرمین! اگر اسکو جانا چاہیے تو ایسے جائیں پھر تالی بجائے، تالی بجے بھی تالی بجے۔

میدم چیئرمین: کھیتران صاحب پلیز۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: تو میدم چیئرمین! میں صرف اسمبلی اتنا کہوں گا کہ گورنمنٹ اسکو دیکھ لے، ابھی گرمیاں شروع ہیں، آپ کے لاکھوں لوگ آخری عشرے میں مکہ، مدینہ چلے جاتے ہیں۔ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ عید وہاں گزارتے ہیں واپس آتے ہیں۔ ایک تو یہ پہلو ہے اس کا دوسرا گرم علاقے کے لوگ مثال کے طور پر ڈھاڑر، سبی یہ لوگ ایک میں چھوٹی سی مثال دے رہا ہوں ٹوٹل مکران علاقہ ہمارا گرم ایریا ہے۔ آپ کا نوشکی، دلبندین، نصیر آباد، یہ سارے علاقے گرم ہیں۔ اچھا! پھر میرے بارکھان کے نیچے ڈیرہ بگٹی، یہ کشمور تک، یہ گرم علاقے ہیں۔ یہاں ہم لوگ خانہ بدوش ہیں گرمیوں میں جیسے کہ

ڈھاڑک کے لوگ اہلی کے لوگ نقل مکانی کر کے مستونگ آ جاتے ہیں فلات آ جاتے ہیں۔ اسی طریقے سے مختلف ایریاز کے لوگ بکھر سارے اکثر ہمارے علاقے میں آ جاتے ہیں اس طرف آ جاتے ہیں۔ ان چیزوں کو مد نظر رکھیں۔ پھر آگے حج آ رہا ہے۔ حج کے لئے لوگ جانا شروع ہو جائیں گے۔ جس میں پونے دو لاکھ حاجی چلے جاتے ہیں حج کے لئے۔ ان چیزوں کو گورنمنٹ یا الیشن کمیشن آف پاکستان مد نظر رکھ دیکھ لیں۔ پھر ابھی حلقة بندیوں کا ابھی میں تھی میں دیکھ رہا تھا کہ تھوک کے حساب سے اسلام آباد ہائیکورٹ نے کالعدم کر دیتے ہیں تو مجھے سمجھنہیں آ رہی کہ یہ اگلے ہفتے، دس دن کاغذات داخل ہوں گے۔ پھر اس پر جانچ پڑتا ہوگی۔ عید کی چھٹیاں آ جائیں گے۔ تو ان چیزوں کو دیکھ کے الیشن کمیشن آف پاکستان اور گورنمنٹ آف پاکستان دیکھ لیں۔ کہ ان حالات میں کیا الیشن ہو سکتے ہیں۔ اور اگر ہم جمہوریت کے لئے ہم نے بھی قربانیاں دی ہیں میڈم چیئرپرنس! اس جمہوریت کے پودے میں ہمارے آباؤ اجداد کا خون ہے۔ اگر ایک مہینہ آگے پیچھے ہو جاتا ہے۔ تو اس سے کوئی آسمان نہیں گرا جائیگا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہر شخص کو ووٹ کا حق ملنا چاہیے۔ جمہوریت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر انسان کو چاہے ایک ووٹ ہے چاہے ایک لاکھ ووٹ ہے۔ وہ ایک ووٹ کی بھی اتنی اہمیت ہے جتنی ایک لاکھ ووٹ کی اہمیت ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے ایسا ایک لاکھ عمل تیار کیا جائے، ایسی ایک date ہو جس میں ہر پاکستانی اپنا ووٹ کا سٹ کر سکے اپنا نامانندہ منتخب کر سکے تاکہ منتخب نامانندے۔ ہم پچھلی چیزوں میں نہیں جانا چاہتے ہیں کہ کن کو کہاں پر، چھاؤنی میں ایک آرچ ڈھاؤں سے۔ وہاں کس کو منتخب کیا گیا اور ادھر یہ پتہ نہیں کوں ساروڑ ہے ادھر اسکے قلعے میں کس کو منتخب کیا گیا۔ اس گھر ای میں ہم نہیں جانا جاتے۔ ہم کہتے ہیں کہ عوام کا ووٹ اس کا منتخب نامانندہ اس ایوان میں آئے وہ مسائل بیان کرے وہ نامانندگی کرے۔ ہم کسی ڈیٹریکٹ کمی نہ سپورٹ کیا ہے نہ کرتے ہیں۔ یہ تو ابھی تاریخ ہے یہ کھلی کتاب ہے کہ کون کس کے کندھے پر پاؤں رکھ کے ایوانوں میں پہنچا ہے۔ یہ جیسے اس وقت رات کے گیارہ ساڑھے گیارہ بجے ہیں۔ ایسے سارے شیشہ کی طرح پتہ ہے کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کو پتہ نہیں ہے اگر وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرے تو ہم اس کا علاج نہیں کر سکتے۔ تو ہماری گزارش یہ ہے کہ قرارداد کی اس لیول پر ہم الیشن کے ماتوی یا اس جمہوری نظام کے تسلسل کو ختم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اور ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ یہ جو پانچ پانچ سال کے دو tenure ہوئے ہیں یا تین tenure ہوئے ہیں تین ٹنور ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ پراسس چلتا رہے یہ جو پندوں کا سہارا لیکے آنے والے ادھر سے اس کا رزوالے اس کا رزوالے یہ خودا پنی موت آپ مر جائیں گے۔

میڈم چیئرپرنس: جی thank you very much۔ جی زمرک خان صاحب۔

اخیجنر زمرک خان اچنگی: بسم اللہ الرحمن الرحيم، شکریہ چیئرپرنس! ابھی ساڑھے چار بجے سے اجلاس شروع ہوا تھا ہم بہت خاموشی سے سب کچھ دیکھ لیا observe بھی کر دیا پانچ سال سے دیکھ بھی رہے ہیں اور آج یہ قرارداد بھی پیش ہوئی تو

میں نے ایک موقع ڈھونڈ لیا میں نے کہا اس بہانے سے میں بھی کچھ کہہ دوں اسلامی کے سامنے کیونکہ ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ آپ ایک چار، پانچ منٹ ہمیں بھی سن لیں میڈم اپیکر قرارداد پر آنے سے پہلے میں اتنا کہوں کہ پانچ سال جو یہ گورنمنٹ چلی پانچ سال ہم نے بہت کچھ اس اپوزیشن میں دیکھا اور بہت حد تک ہم نے برداشت کی اور جمہوری طریقے سے ہم نے ہر چیز کا مقابلہ بھی کیا ہم نے ایک عزت اور روایات کے مطابق یہاں اپنی اسلامی چلانے کی کوشش کی یہاں ہم نے عزت ان لوگوں کی دی جو عزت کے حقدار ہوتے ہیں خاص کر آپ لوگ جو چلاتے ہیں ہماری بہنیں میڈم اپیکر صاحبہ! آپ ہوں یا شاہدہ روف صاحبہ نے چلائی تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہم ایک بہت حسن طریقے سے اس اجلاس کو چلانے کی کوشش کریں ہم جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور جمہوری لوگ ہیں عوامی نیشنل پارٹی نے ہمیشہ اس ملک میں جمہوریت کے لئے قربانیاں دی اور روز اول سے ہم نے یہاں پشتوں بلوج کے اتحاد کی بات کی ہم نے ہمیشہ اس نفرت کی باتوں کو ہم نے، ہی ایم صاحب اگر آپ ہمیں سن لیں تو ٹھیک ہے نہیں تو ہم پھر بیٹھ جائیں گے، میرے خیال میں تھگ گئے دیکھیں میرے خیال سے یہاں شور شراب ہوا بہت سی چیزیں آپ لوگوں کے ذہن میں ہیں تو نہیں وہ اس طرح کہ ہم سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہیں سپورٹ تو آپ سن بھی لیں نا آپ لوگ تو سارے گپ شپ لگا رہے ہیں یہاں کونے میں جو بیٹھے ہوئے ہیں میں ریکوئست کر رہا ہوں آپ سے کہ آپ تھوڑا سا سن لیں کہ ہم لوگ کیا کہتے ہیں ورنہ اس اسلامی کا اجلاس بلانے کا فائدہ ہے نہیں تھا مقصد اس کا آپ بلا تے ہیں پھر ایک دوسرے کو ہم جمہوری طریقے سے سپورٹ کرنا چاہیے ہم یہاں رہنے والے سارے بھائی ہیں بلوج ہو، پشتوں ہو ہزارہ ہوسٹلر جتنے بھی ہیں اور ہم نے ہمیشہ یہاں اتفاق اور اتحاد کی بات ہے۔ جب تک ہم مظلوم قومیں ایک ساتھ نہیں ہوتے ہیں تب تک ہم حقوق حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ آپ اقتدار میں ہوتے ہو تو ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے جب کوئی اقتدار سے نکلتا ہے تو معاملات سارے خراب ہو جاتے ہیں پھر ہمیں حقوق بھی یاد آ جاتے ہیں پھر ہمیں اپنے بھی یاد آ جاتے ہیں ہم نہیں کہتے ہیں ہم نے قربانیاں سب کو پتہ ہے۔ ذرا تاریخ کے اور اک لپیٹ لیں۔ یہاں فخر افغان باچا خان، خان عبدالولی خان، خان شہید عبدالصمد خان، غوث بخش بن جو، سردار عطا اللہ مینگل، نواب بگٹی صاحب، اور یہاں ان لوگوں نے اس قوم کے اس صوبے کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ اس لیے اس لئے مفت میں نہیں دی کہ ہم یہاں تعصب کی بنیاد کو ایک دوسرے کو لڑاتے رہیں اور ایک دوٹ کے لیے ہم پوری قوم کو پورے صوبے کو داؤ پر لگا دیں۔ کب تک یہ پانچ سالوں میں کسی نے حقوق کی بات کی کسی نے بلوج چتان کے بارے میں بات کی کون ہوتے ہیں کہ ہم نے بات کی ہے ہم نے پانچ سال کیا دس سال میں کہتا ہوں پارلیمنٹ میں عوامی نیشنل پارٹی نے عوامی نیشنل پارٹی نے سینے پر گولیاں کھائی ہے۔ ہم نے یہاں شہادتیں دی ہیں ہم نام لے کر تک جائیں گے۔ میاں افخار اور شیر بلور سے لے کر جیلانی خان تک۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کس نے دی ہے اتنی قربانیاں؟ ہمیں بتا دیں؟ ہم کہتے ہیں کہ ہم اس طرح سے جمہوری طریقے سے ہم چلا کیں۔ ہم

سب بھائی ہیں۔ یہاں چاہے جس پارٹی سے بھی تعلق رکھتے ہیں اس بلوچستان کے اسمبلی کی ایک روایات ہے۔ یہ ہم نے اسکو خوبصورت طریقے سے چلانے کی کوشش کی کہ دوسرے صوبے وہ ہم سے سبق سیکھیں۔ لیکن آج ہم نے کیا دیکھا پرسوں ہم نے کیا دیکھا۔ اس طرح حقوق نہیں ملتے ہیں صرف باتوں سے اور اتنچ پر کھڑے ہو کر ہم حقوق حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم قرارداد کے ذریعے کر سکتے ہیں۔ ہم نے پشتوخوا الایا کس طریقے سے لایا۔ ہم نے نواز شریف سے اپنی اتحاد 92ء میں جب توڑا تواس نے ہماری قرارداد کو مسترد کر دی۔ کہ ہم پشتوخوا کو نہیں مانتے ہیں تو تب ہم گورنمنٹ سے نکل گئے ہم نے وزارتیں چھوڑ دیں ہم نے داؤ پر لگا دیا اس طرح ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ہم نے قرارداد میں پیش کی۔ پھر این ایف سی ایوارڈ کے لیے ہم نے محنت کی ہم سب اس پاکستان کو ساتھ لے کر یہاں کے جمہوری قوتوں کو ساتھ لے کرتے ہم نے کے پی، پشتوخوا کو ایک قرارداد کے ذریعے لایا اس پارلیمنٹ کے ذریعے آج میں پوچھتا ہوں کہ کس نے لایا؟

میڈم چیئرمین: بابت اللہ آپ نے اپنی باری پر بات کی ہے۔ نہیں نہیں بابت اللہ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کو بعد میں موقع دیا جائے گا۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی: اس کو کیا پتہ ہے آپ نمبر بڑھا رہے ہوں، پشتوستان۔ پانچ سال میں کیا کیا کرپشن کے بغیر کچھ کیا نہیں ہے ادھر آ کر بول رہے ہیں۔

میڈم چیئرمین: بابت اللہ فلور آپ کے پاس نہیں ہے۔ بابت اللہ آپ kindly آپ بیٹھ جائے۔۔۔ (شور مداخلت) آپ اپنی باری پر بات کریں بابت اللہ آپ بیٹھ جائیں بابت اللہ آپ بیٹھ جائے۔۔۔ (شور مداخلت) آپ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ نہیں نہیں۔ یہ اسمبلی ہے یہ آپ کسی جلسہ گاہ میں نہیں بیٹھے ہوئے ہیں آپ kindly continue speech کو کر لیں۔ آپ تشریف رکھیں آپ کے پاس فلور نہیں ہے۔ زمرک خان صاحب! آپ اپنی kindiy continue کر لیں آپ۔ (شور مداخلت)

انجینئر زمرک خان اچنڈی: آپ اپنے باری پر بات کریں۔

میڈم چیئرمین: بابت اللہ! آپ اس طرح سے interrupt کریں please

انجینئر زمرک خان اچنڈی: میڈم میں۔

میڈم چیئرمین: جی جی جی۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی: میڈم! میں چار بجے سے سن رہا ہوں میں نے کچھ نہیں بولا ہے۔ میر انبر پر اس نے نہیں بولنا ہے۔

میڈم چیئرمین: نہیں ایسا نہیں بولا جاتا ہے بابت اللہ آپ کی طرح آپ kindly بیٹھ جائیں۔ (شور مداخلت)

بابت لالہ! kindly آپ اسمبلی کے ڈیکورم کا خیال رکھتے ہیں نا۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: میدم خدا کی قسم اسمبلی کا تقدس انہوں نے خراب کر دیا۔ اس کو اسمبلی چلانے کا طریقہ آتا ہی نہیں ہے۔

میدم چیئرمیٹر پرسن: نہ چیئرمیٹر کو مخاطب کرتے ہیں نہیں ایسا تو نہیں ہے مطلب جب آپ کی مرضی ہو آپ اٹھ کر بات کرنا شروع کریں۔ (مداخلت۔ شور) بابت لالہ آپ بیٹھ جائیں kindly فلور آپ کے پاس نہیں ہے ان کو آپ بات کرنے دیں آپ interrupt کریں۔ جب آپ نے اتنی لمبی تقریر کی آپ کو کسی نے interrupt نہیں کیا۔ ان کو بولنے کا حق ہے۔ آپ اپنی بات کریں وہ اپنی بات کریں گے یہ تو۔ اب وہ آپ کے مطابق توبات نہیں کریں گے۔ ان کی بات کو آپ سنیں۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: آپ کو پانچ سال میں پشتو نستان یاد تھا۔ آپ کو جنوبی پشتو نخوا�اد تھا۔

میدم چیئرمیٹر پرسن: نہیں یہ بالکل غلط طریقہ ہے وہ یہ کہ رہے ہیں بابت لالہ آپ kindly بیٹھ جائیں۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: آپ نے کبھی قرارداد پیش کی اسمبلی میں پڑھنہیں کیسے آوازیں لگاتے ہیں کیا کبھی پشتو نستان کے بارے میں آواز لگائی۔ (مداخلت۔ شور)

میدم چیئرمیٹر پرسن: نہیں یہاں ہر کسی کو اپنی بات رکھنے کا حق ہے۔ کوئی دوسرا کو لقمہ نہیں دے سکتا ہے اپنی thoughts کو دوسرا میں ٹرانسفر نہیں کر سکتا ہے جی۔ زمرک خان صاحب! آپ continue kindly کریں۔ بابت لالہ! مطلب آپ اس طرح اچانک فلور پر کھڑے ہو کر بات نہ کریں۔ آپ اجازت لیں۔ اور دوسروں کو interrupt کریں please۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: میدم! جب حقیقت کی باتیں ہم کرتے ہیں تو یہ حقیقت۔ (مداخلت)

میدم چیئرمیٹر پرسن: جی آپ continue کر لیں زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: میدم! میں اپنی بات کر رہا تھا ہر ایک۔ (مداخلت۔ شور)

میدم چیئرمیٹر پرسن: آپ windup ہونے کی طرف جائیں۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: میں کر رہا ہوں up wind۔

میدم چیئرمیٹر پرسن: جی آپ کریں اپنی بات زمرک خان صاحب۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: میں اپنی بات پھر کل پر چھوڑ دوں تو اچھا نہیں ہو گا یہ تو ایسا لگ رہا ہے۔ میں اتنا کہہ رہا ہوں آپ میری بات سن لیں۔ kindly

میدم چیئرمیٹر پرسن: نصر اللہ ذیرے صاحب! آپ سیٹ پر بیٹھ کر بات نہ کریں۔ جی زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: یہ جو ہیں، مولانا عبدالواسع صاحب ہیں وہ بھی یہاں پڑھان بیٹھا ہوا ہے۔ میں ہوں میں بھی ایک پشتوں ہوں، غیرت مند پشتوں ہوں۔ ہم نے ہمیشہ یہاں قربانیاں دی ہیں۔ ادھر کوئی پشتوں کا ٹھیکیدار نہیں ہو سکتا ہے نہ کوئی بلوج ٹھیکیدار کوئی ہے نہ پشتوں یہاں انتخابات اور سب کچھ ہم بھائی چارے کی طرح یہ چلاتے ہیں۔ اور کس بنیاد پر؟ میں آپ کو ایک بات بتاؤں تاریخ کے اور اک جب آپ پلٹو گے تو یہ بہت تلنچ چیزیں سامنے آ جاتی ہیں اور پھر اس کو برداشت کرنے کا بھی حوصلہ ہونا چاہیے ہم لوگوں میں اس طرح تو نہیں ہوتا ہے کہ ہم بتیں کریں۔ میں بات کرہا ہوں میرے بعد جو بھی بات کرنا چاہتا ہے کر لیں۔ میں بھی کسی کی بات میں مداخلت نہیں کروں گا کوئی بھی میری بات میں مداخلت نہیں کرے اگر اس طرح ہو سکتا ہے۔

میڈم چیئرمیں: اصول بھی بھی ہے۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: تو سن کر برداشت کر لیں۔ میں کہتا ہوں اقتدار میں، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کون تھے؟ کون سی پارٹی تھی؟ تو پھر اس کے ساتھ کون اقتدار میں تھے، آپ سب تھے، آپ لوگ تھے میں تو آپ سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

(معزز رکن اسمبلی عبید اللہ بابت بغیر مائیک کے بولتے رہے)

میڈم چیئرمیں: آپ اپنی بات کریں۔ آپ kindly question نہ کریں۔ آپ اپنی بات کریں جی جی۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: پھر نواب شنا اللہ زہری صاحب کون تھے؟ بلوج تھے۔ ہاں بابا۔ بابا! جو ہمارا استھان ہو اس پیچوں پر جب ہم بیٹھے ہوئے یہی سیٹ تھا میرا۔ وہ مولانا عبدالواسع صاحب کا تھا۔ پڑھان تھا پشتوں تھا چھا اس میں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میڈم چیئرمیں: آپ kindly بیٹھ کر بات نہ کریں please سرفراز بگٹی صاحب۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: میں کسی پر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم سب اکھٹے مل کر اس صوبے کو دل دل سے نکال سکتے ہیں۔ ہم وفاق سے اُس وقت حقوق لاسکتے ہیں کہ جب بلوج پشتوں اتحاد قائم ہو یہاں۔ اور ایک تعصب کی بنیاد پر ہم سیاست نہ کریں۔ اور اگر کوئی حق مانگتا ہے کہ زمرک خان کو اگر کچھ چاہیے تو ایک کاغذ پر قرارداد پیش کر لیتے یہاں۔ ہم سپورٹ کر لیتے۔ ہم تو اسی انتظار میں تھے کہ کوئی آ جائے اور یہاں ایک قرارداد، جس طرح ابھی بگٹی صاحب نے قرارداد پیش کی ہے کہ ایک مہینے کے لیے لیکشن کو delay کیا جائے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ بھائی یہاں یونیورسٹی کا نام کسی کا ہو۔ یہاں ایک یونیورسٹی آئی تھی۔ 93-92ء میں ایک لیکچر یونیورسٹی۔ یہی تصادم یہی تعصب کی بنیاد پر وہ جا کر فیلا پتہ نہیں مالدیپ میں

بن گیا ایک لیکچر یونیورسٹی بوسٹان، کوئی کہتا ہے مستونگ، سب چلا گیا ختم ہو گیا کسی کی وجہ سے گیا بتا دیں؟

جناب عبداللہ بابت: ماہرین---(داخلت)

میدم چیئر پرسن: بابت لالہ! آپ kindly میں جائیں۔ آج آپ سب کو interrupt کر رہے ہیں یہ طریقہ نہیں ہوتا۔ آپ دوسرے کی بات کو تو سنیں۔ بابت لالہ please آپ کے پاس فلور نہیں ہے آپ کیسے اٹھ کر بول سکتے ہیں۔---(داخلت۔شور) بابت لالہ کی مائیک کو بند کریں please۔ بابت لالہ آپ دوبارہ سے اس طرح interrupt کریں۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی: تو میں یہ کہہ رہا ہوں میدم چیئر پرسن! جب یہ ساری چیزیں چل رہی تھیں یہاں بہت اچھی گورنمنٹ تھی پانچ بجٹ جب پیش ہو رہے تھے تو کچھ بھی نہیں تھا ہم لوگ جب یہاں سے بولتے تھے وہاں سے ہم کو ایسی بمباری ہو رہی تھی کہ ہم یہاں بالکل چھپ جاتے تھے۔ آج ادھر سے ہو رہی ہے ہم لوگ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔---(داخلت۔شور) مزے کرو بھائی مزے کرو۔ میں اتنا کہہ دوں کہ یہ ساری چیزیں ہمیں سوچ سمجھ کر ہر قدم اٹھانا چاہیے آخری اجلاس ہے کل ہوگا۔ next time کے لیے آئیں گے ہم ایک دوسرے کو پیار و محبت سے رخصت کر لیں، ایک اچھی یادیں اپنے ساتھ لے جائیں کہ جی ہم نے ایک بہت اچھا وقت گزارا ہے۔ ٹھیک ہے جمہوریت میں ہوتی ہے کوئی اونچ نیچ کبھی مجھ سے غلطی ہوتی ہے کبھی ادھر سے ہوتی ہے کبھی ادھر سے ہوتی ہے ہم سب سے ہوتی ہے مطلب کمزوریاں ہیں اس اسمبلی میں ہم نے چلائی ہے۔ ہم ابھی بھی کہتے ہیں کہ کل اگر ہم پیار محبت سے ایک دوسرے کو رخصت کر لیں پتہ نہیں ایکشن میں کون آئیگا۔ میں آؤں گا کون آئیگا ایک پیار محبت سے۔ اور اس میں جو کہتا ہوں اس قرارداد کے حوالے سے اس میں ایک اور مسئلہ بھی ہے میدم اپیکر وہ تو جمہوریت کی ایک ہم سپورٹ کرتے ہیں ایکشن اپنے ٹائم پر ہوں۔ لیکن ایک چیز ہے آج ہمارے ہائی کورٹ میں کیسر چلے رہے ہیں ہمارے حلقوے بندیوں پر۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے پتہ نہیں کوئی 22 ہے، 40 ہے، 30 ہے، کتنے حلقوں میں انہوں نے ان کو کا لعدم قرار دیا کہ دو کیسر ہمارے شیرانی کے تھے۔---(داخلت۔شور) 125 ایم پی اے۔ اور ہمارے بلوچستان کا ابھی تک کوئی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جب تک صحیح طریقے سے ہمارے حلقوے بندیوں کا جواز سرنوشت کیلیں نہ ہو جائے، ہمارے حلقوے بندیوں کو دوبارہ ایکشن کمیشن میں دیکھنے لیا جائے ہماری مردم شماری پر از سر نونہ دیکھا جائے ہمارا ساتھ بہت سے ظلم ہوئے ہیں۔ میں بالکل کہتا ہوں کہ ہمارے پشوون بیلٹ میں ہمارے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ ان کو دوبارہ دیکھنا چاہیے ہمارے سیٹیں کم ہو گئی ہیں ہمارے شیرانی کا سیٹ ختم ہوا ہمارا ہر نائی کا سیٹ ختم ہوا یہ کس بنیاد پر ہوا۔ میں ان کی سپورٹ میں یہ کہتا ہوں کہ تب تک ایکشن نہیں ہونا چاہیے میں تو کہتا ہوں کہ ہمارے ان سیٹوں کا ہمیں جواب نہ مل جائے کہ کس بنیاد پر؟ ٹھیک ہے ایک فارمولہ ہونا چاہیے لیکن اس وقت تک اس ایکشن کو کسی بھی طریقے سے ہم برداشت نہیں کر سکتے ہیں جب تک ہماری اپنی حقوق کی جو ہم بات کرتے ہیں

اُسکی از سرنو تشكیل نہ ہو جائے۔ جس طرح میں گرفی کی وجہ سے کہیں رہا ہے لیکن ہم یہ بھی ڈال رہے ہیں اگر اس ترمیم کے ساتھ کہ جب تک از سرنو ہمارے حلقة بندیوں کی جس میں ہم نے اعتراضات کیا ہے۔ اُس کا از سرنو تشكیل نہ ہو جائے تب تک یہ ایکشن delay ہو جائیں باقی جمہوریت کو سپورٹ کرتے ہیں لیکن جمہوریت اس وقت بھی ہو جب میں مطمئن ہوں اپنے حلقوں سے۔ میں تو ابھی تک تشویشناک صورتحال سے گزر رہا ہوں ہماری تو برادر اقوام وہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہونے کی کوشش ہو رہی ہے۔ تو لوگ ہمیں اڑانے کی کوشش کر رہے ہیں تو اس بنیاد پر اس کو سپورٹ کرنے کی میں وہ کرتا ہوں کہ یہ بھی ترمیم ڈالا جائے کہ جب تک حلقة بندیاں بھی کمپلیٹ نہ ہو جائیں تو تب تک یہ ایکشن نہ ہو۔ thank you

میدم چیرپرسن: thank you so much جی۔ جی سی ایم صاحب۔

میر عبد القدوں بزنجو (قامد ایوان): شکر یہ میدم اپنے کر صاحب! آج یہ جو قرارداد لائی ہے ہمارے دوستوں نے اسکو اور رنگ دے دیا ہے میرے خیال میں اس میں کوئی ایسا کام نہیں ہے جو ہم کہتے ہیں کہ یہ غیر جمہوری۔ ہم نے ریکوئٹکی ہے ہم اس کو کرنے کے اُسمیں بھی نہیں ہیں ہم کر بھی نہیں کر سکتے ہے ہم فیڈرل گورنمنٹ کو approach کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں کہ یہاں جو موسم ہے، جس طرح کھیڑک ایوان صاحب نے کہا کہ ہمارے لوگ گرمیوں میں migrate کر کے سردار علاقوں میں آ جاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ دوٹ کا حق ہے وہ سب کو مانا چاہیے۔ ہم یہ فیڈرل گورنمنٹ سے ریکوئٹکر تے ہیں کہ وہ اس پر نظر ثانی کرے۔ ایکشن کمیشن سے ریکوئٹ کرتے ہیں، ہم کوئی غیر جمہوری کام نہیں کر رہے ہیں یہ پہلی دفعہ ایسا نہیں ہوا کہ ایکشن delay ہوں۔ 2008ء میں جب محترمہ بنے نظیر شہید ہوئی تو ایک مہینہ ایکشن delay ہوئے کونسا غیر جمہوری کام ہوا کوئی غیر جمہوری کام نہیں ہوا جس طرح ہمارے زمرک خان نے کہا کہ واقعی وہ ایک point ہے۔ ابھی تک ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہمارے حلقة کو نے ہیں کوئی کوٹ جاتا ہے، وہ حلقت change ہو رہے ہیں۔ کوئی ایکشن کمیشن جارہا ہے۔ ہم ابھی جائیں گے ورک کرنے تو ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہمارے حلقات۔ یہ حلقات ہمارا ہے نہیں کیونکہ کئی جگہ پر ایسا ہوا ہے کہ بالکل ایسے بے ترتیب ہوئے ہیں جس طرح ہمارے بہت سارے علاقے ہیں ہر نہایت ہے موسیٰ خیل ہے ابھی recently پتہ چلا موسیٰ خیل کو ایک دفعہ۔ انہوں نے موسیٰ خیل سیٹ برقرار رکھا بعد میں اس کو ختم کیا ابھی کوٹ نے دوبارہ بھیجا ہے کہ اس کو برقرار رکھیں۔ ابھی تک بہت جگہوں کا ہمیں پتہ نہیں ہے۔ ابھی پنجوکو ہمارے آواران میں ملایا ہے۔ ابھی ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہمارے دوست گئے ہیں ایکشن کمیشن۔ پھر بورڈ گئے ہیں ابھی ہمیں یہ پتہ نہیں ہے کہ ہم پنجوکو میں ورک کریں گے کیونکہ یہ ہمارا حلقة ہے نہیں ہے۔ ابھی تک ہمیں اس چیزوں کا پتہ نہیں ہے دوسری یہ ہے کہ جو میں مسئلہ ہم لوگوں نے issue اٹھایا وہ یہ کہ یہ جو حق ہے وہ ہر ایک کو ملے۔ آپ کو بھی پتہ ہے کہ ہمارا ایک ہی حلقة نیشنل اسمبلی کی KPK، سندھ، KPK صوبے سے بڑا ہے۔ پورے صوبے سے ہمارا جو چانگی والا حلقة ہے نوٹکی والا حلقة ہے وہ پورے KPK صوبے سے بڑا ہے۔ دُور دراز سے

لوگوں کو ہم بس اور ٹرکیٹروں میں میں لانا ہے اور جس جگہ پر ہم نے لا کر اس میں، اگر پنجاب والی بات ہے تو وہاں بھلی ہے اور سہولتیں ہیں ہمارے دور دراز علاقوں میں کہاں سہولتیں ہیں؟ بالکل ہمارے بلوچستان کے کچھ علاقے سرد ہیں وہاں مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن کچھ علاقے بہت گرم ہیں، ہم کہتے ہیں ایک جمہوری طریقے سے اس ہاؤس کے قھر وہم ایک قرارداد پاس کر کے بھیجن تاکہ ایکشن کمیشن اس پر نظر ثانی کرے یہ صوبہ کسی کے باپ کا نہیں ہے۔ یہ صوبہ سارے قوم جو ادھر رہتے ہیں وہ سارے قوموں کا ہے جس میں بلوچ، پنجاب، سندھی، پنجابی، سیلر، جتنے قومیں ہیں ان قوموں کا ہے اور میں نے کچھلی دفعہ بھی کہا ہے کہ یہ چیزیں اب ختم ہو گئے۔ اب قوموں کو ہم اس چیزوں میں بانٹ نہیں سکتے ہیں۔ ہمارے گھروں میں پٹھانوں کے بنچے ہیں پٹھانوں کے گھروں میں ہمارے بنچے ہیں اب ہم کہاں سے جدا ہو سکتے ہیں کیسے ان خون کو آپ جدا کرو گے۔ میرے خیال میں یہ خون جدا نہیں ہو سکتا ہے ہمیں اپنی کارکردگی دیکھانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں پشتوں بھائیوں سے بالکل ہمدردی ہے، ہم پانچ سال سے کہہ رہے تھے کہ آپ جو بات کر رہے ہیں کہ پشتوں صوبہ ہونا چاہیے۔ اب آپ قرارداد لا کیں، ہم آپکو سپورٹ کرنے کیلئے تیار ہیں۔ آپکی قرارداد کو منظور کرنے کیلئے۔ پانچ سال گزر گئے کسی نے قرارداد نہیں لائی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم پشتوں سے بالکل جُدا ہونا نہیں چاہتے ہیں۔ اگر پشتوں قوم اپنا صوبہ چاہتے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ہم آج پشتوں بھی ہیں۔ آج بلوچ بھی ہیں۔ پنجابی بھی ہیں۔ سندھی بھی ہیں۔ اس میں میرے خیال میں کوئی ایسا نضاد نہیں ہے۔ اس بلوچستان میں ایک قوم ہو کر ہم نے بلوچستان کی ترقی کرنی ہے۔ نہ کہ ایسی باتوں میں ہم لوگ آجائیں۔ اور یہ باتیں ابھی میرے خیال میں، آج کل میدیا ہے۔ سوشل میڈیا ہے۔ یہ جو آج ہم نے رویدہ دھایا میرے خیال میں ہم کس شرم سے جائیں گے اپنے عوام میں کہ ہماری رویدہ یہ ہے اس صوبے میں۔ ہم جاتے ہیں ہاؤس میں۔ ہم یہ کچھلی بازار بنادیتے ہیں اپنے ہاؤس کو۔ یہ ہم آئے ہیں آج قوم پرستی کے نام پر۔ ہم مذہب کے نام سے یا کس نام سے ہم جا کر عوام سے کہیں۔ یا کس شرم سے جائیں گے ہمیں دوبارہ لا ہیں تاکہ ہم آپکا سر پوری دُنیا میں اونچا کر دیں۔ اپنے ہاؤس کو، جو معزز ہاؤس ہے اُسکا جو رُتبہ ہے وہ پوری اہمیت کا حامل ہے۔ پورے پاکستان میں کہا جاتا تھا کہ بلوچستان کی جو اسمبلی ہے بہت معزز اسمبلی ہے۔ وہاں جو لوگ ایم پی ایز ہیں بہت انکا ایک طریقہ ہے، روایت ہے۔ قبائلی لوگ ہیں۔ وہ ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں۔ آج ہم جائیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں لا ہیں ہم آپکی جو عزت ہے پورے پاکستان میں۔ ہم بتا دیں کہ آپ نے ہمیں لایا۔ ہم آپکی عزت ہم کس طرح اچھاتے ہیں۔ میرے خیال میں ان چیزوں سے ہمیں باز آنا چاہیے۔ اور کسی چیز پر اس طرح نہیں جانا چاہیے کہ ہم ایک چیز کو اٹھا کر اور جگہ پر بات کرتے ہیں۔ میں سیاسی بات نہیں کرتا ہوں۔ میں نہ کوئی ایسی بات کرتا ہوں کہ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں کس جگہ کس چیز کو کہاں پر لے جاتے ہیں۔ اگر بات ہے ضیاء الحق کی توضیاء الحق نے نواز شریف کو لایا۔ آج نواز شریف کا ساتھ کون دے رہا ہے؟۔ میرے خیال میں یہ بتیں ابھی اس طرح کی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر آپ اپنے

اصولی سیاست پر ہیں۔ پھر بات بھی اصولی کرتے ہو تو پھر کردار بھی اصولی ہونا چاہیے۔ پھر آپ کیسے نواز شریف کا ساتھ دے رہے ہیں؟۔ جسے ایک جزل نے اسکو پیدا کیا۔ اور آج اُسکی سیاسی وہ بنا کر آپ اُسکو بنا رہے ہیں کہ اُسمیں۔ جمہوریت اُس کو کہتے ہیں جو سارے صوبوں کو حق دیں۔ اُس نے کیا حق دیا آپ کو؟ آپ خود کہہ رہے ہیں کہ آپ کو حق نہیں دیا۔ پھر کوئی جمہوری کی بات کرتے ہو؟ جمہوریت وہ ہوتی ہے جس میں آپ کا حق، آپ کے صوبے کا حق۔ تین سال ہوئے ہیں NFC award آپ کو نہیں دے پا رہے ہیں۔ کیا یہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو جمہوریت والی کردار بھی ہونا چاہیے۔ صرف باتیں نہیں ہونی چاہیے۔ ہمیں اب یہ محض قرارداد کو۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہ ہاؤس سے ریکووٹ کرتا ہوں کہ قرارداد کو اس لیے منظور کیا جائے۔ ایک تو ہمیں حلقوں کا پتہ نہیں ہے۔ جس طرح amendment کے ساتھ وہ کہہ رہے ہیں۔ ہم بالکل کہتے ہیں۔ پہلے ہمیں یہ پتہ چلے کہ ہمارے حلقة کو نہیں ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہمارے لوگ مائیگریٹ کر کے سر دعائقوں میں آتے ہیں؟ کیا کسی ایک بندے کا ووٹ وہ نہیں دے۔ کیا یہ جمہوریت ہے؟ جمہوریت میں ہر ایک کو حق ہے کہ وہ حق رائے دہی استعمال کرے۔ اب اس گرمی میں ہم لوگوں کو لاٹیں گے۔ اب مجھے بتائیں کہ دُور دراز علاقوں میں جو ایک صوبے کے برابر ہمارے حلقة ہیں۔ کیا ہم انکوٹریکٹروں میں خوار کر کے اور لائنوں میں کھڑا کر کے کیا ہم ان پر وہ حق رائے دہی والا جو حق ہے اسکو ہم نہیں چھین رہے ہیں؟ کیا گرمی میں وہ آسکتے ہیں two fifty یا fifty four میں ابھی تربت میں fifty four ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم گھروں سے نہیں نکل سکتے ہیں۔ اتنی گرمی ہے۔ نہ گھر میں بیٹھ سکتے ہیں نہ باہر جا سکتے ہیں۔ حیران ہیں کہ ہر بندہ اپنا حق رائے دہی استعمال کرے۔ ہم پانچ سال کی بات کرتے ہیں سترہ سو اسکول شیڈلیس ہیں۔ تین سو اسکول وہ ہیں جنکل بلڈنگ اس قابل نہیں ہے کہ بنچ پڑھیں۔ اب کہاں پونگ اسٹیشن کریں گے؟ تو خدا را کہ اس میں کوئی ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ غیر جمہوری کام کر رہے ہیں۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ایک مہینہ delay کریں۔ تاکہ موسم بہتر ہو۔ تاکہ ہر بندہ اپنا حق رائے دہی استعمال کرے۔ جو مائیگریٹ کر کے دوسرا علاقوں میں گئے ہیں وہ اپنے علاقوں میں آجائیں۔ اور ایکشن میں حصہ لیں۔ اور اپنے اچھے نمائندوں کو ووٹ دیں۔ انکا عزت و وقار برقرار رکھیں۔ ایسے لوگوں کو اگر اس ہاؤس میں وہ دیکھ رہے ہیں۔ اگر ہم میں کچھ بہتری نظر آتی ہے تو انہی کو ووٹ دیں۔ جو بہتر نہیں نظر آتا ہے وہ اپنے اس ہاؤس کا، بلوچستان کی کپڑی پورے ملک میں اچھا رہے ہیں۔ خُدارا! ایسے لوگوں کو لاٹیں جو صوبے کی خدمت کریں۔ ہمیں بانٹیں نہیں۔ شکریہ جی۔

میڈم چیئر پرسن: Thank you so much جی۔ آیا قرارداد نمبر 120 کو منظور کیا جائے؟۔۔۔ (مداخلت۔شور) نہیں نہیں مطلب اسکو میں windup کروں۔ اسکے بعد آپ پھر بات کریں نا۔ نہیں نہیں سی ایم صاحب کے بعد بات نہیں ہوگی۔ سی ایم صاحب کے بعد اس موضوع پر بات نہیں ہوگی۔ آپ اسکے بعد قرارداد کو منظور کریں۔ اسکے بعد پھر آپ

بات کریں۔ جی آیا قرارداد نمبر 120 کو منظور کیا جائے؟۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب نصراللہ خان زیریے: ہم واک آڈٹ کرتے ہیں ہم اسکو نہیں مانتے ہیں یہ غیر جمہوری ہے ہم بائیکاٹ کرتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

میدم چیئرمین: اچھا! اُس ترمیم کے ساتھ جو زمرک خان اچکزئی صاحب نے کیا ہے۔ حلقہ بندیوں کے حوالے سے کہ اُنکو revisit کیا جائے۔ جی۔ قرارداد نمبر 120 منظور ہوئی۔ اچھا بھی ہاؤس کی رائے وہ کیا ہے؟ جی آغارضا صاحب۔

آغا سید محمد رضا: شکریہ میدم! میں بہت اچھے طریقے سے آخری دن اختتام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کچھ غیر جمہوری اور غیر سنجیدہ لوگوں کی وجہ سے آج مجھے جس انداز میں بولنا پڑا ہے۔ میں خود اس پر شرمندہ ہوں۔ کیونکہ یہ میری روش نہیں ہے۔ یہ میری تربیت کا حصہ نہیں۔ نمیری سیاسی تربیت کا یہ حصہ اور نہ ہی گھر بیو تربیت کا یہ حصہ ہے۔ میں اپنے حلقے کے عوام کا بے حد مشکور ہوں جن کی بدولت میں آج یہاں پہنچ سکا ہوں۔ پانچ سال ہم نے گزارے۔ یہ بھی ایک نعمت سے کم نہیں ہے کہ ہم نے پانچ سال کا عرصہ گزارا۔ بہت سارے rumours تھے۔ اور خصوصاً آخری سماڑھے چار مہینوں میں۔ وقت سے پہلے ہی ہم پر یہ تہمیں تھیں کہ یہ آئے ہیں اس لیئے کہ حکومت توڑ دیں۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے دوستوں کا۔ اسمبلی ممبر زکا۔

میدم چیئرمین: دیسے کل اجلاس ہے۔

آغا سید محمد رضا: اچھا؟

میدم چیئرمین: ابھی میں اعلان کرنے جا رہی ہوں۔ اب یہ کل بھی بات کر سکتے ہیں۔ Thank you so much.

آغا سید محمد رضا: ٹھیک ہے۔ اچھا صرف دو جملے باقی ہیں وہ بھی کروں میں؟ اور وزراء کا۔ اور اپنے سیکرٹریز کا جن کے

ساتھ میں نے کام کیا۔ really enjoyed their company۔ اور جس انداز سے انہوں نے help کی۔

پھر میں یہاں کے عملے کا اور خصوصاً میدیا کا۔ دن رات جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا۔ میں سب کا شکر گزار ہوں۔ میں مشکور ہوں

سب کا۔ شکریہ ادا کرتا ہوں once again سب کا، thank you very much.

میدم چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 31 مئی 2018ء بوقت

سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 11 بجکر 45 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)